ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

23

www.tanzeem.org

4 تا 10 جون 2013ء/24 تا 30 رجب المرجب 1434ھ

اس شمارے میں

امریکہ اور چین کی پاکستان دوستی

کشمکش: عملی تربیت کا ذریعہ

یقین قلبی اور انفاق کے لئے جھنجوڑنے کا انداز

اس کی امیدیں قلیل......

بدلتا ہوا کراچی اور ایم کیو ایم کی تطہیر

کیا میاں صاحب اپنے گناہ کا کفارہ ادا کریں گے؟

کراچی میں قتل وغارت کون روکے گا؟

ابن الہیثم: ایک نامور مسلم سائنسدان

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

انسانیت کے دشمن!

اسلام انسان کی اعلیٰ ترین خصوصیات کو ابھارنے، پروان چڑھانے اور معاشرۂ انسانی کی تعمیر میں انہیں غالب کرنے میں امتیازی شان کا حامل ہے، کیونکہ اس کے پاس خدائی نظام اور خدائی طریق کار ہے ___ اور اس کی یہ انفرادی شان ہمیشہ باقی رہے گی۔ جو لوگ اسلام کو چھوڑ کر دوسرے پست اور گھٹیا نظاموں کی طرف بے تابانہ لپکتے ہیں، خواہ وہ نظام قوم پرستی کی بنیاد پر قائم ہوں یا وہ نظام ہوں جو نسل پرستی کے علمبردار ہوں یا وہ نظام ہوں جو وطنیت کا راگ الاپتے ہوں یا وہ نظام ہوں جو طبقاتی کشمکش کی آگ بھڑکاتے ہوں، جو لوگ بھی اس طرح کے نظاموں پر فریفتہ اور ان کے ثنا خواں ہیں، وہ حقیقت میں انسانیت کے دشمن ہیں۔ ان کو یہ پسند نہیں کہ اس دنیا میں انسان جن بلند اور اعلیٰ خصوصیات سے نوازا گیا ہے، انہیں جلا دے کر وہ انفرادی شان کا مالک بنے۔ انہیں یہ گوارا نہیں کہ انسانی معاشرہ اپنی نسلوں کی زیادہ سے زیادہ صلاحیتوں، تجربوں اور خصوصیات سے باہمی اتحاد و تعاون کی فضا میں فائدہ اٹھائے۔

نقوش راہ

سید قطب شہید

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سورۃ الرعد

(آیات:32 تا 34)

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿٣٢﴾ اَفَمَنْ هُوَ قَاۗىِٕمٌ عَلٰي كُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ
وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ قُلْ سَمُّوْهُمْ ۭ اَمْ تُنَبِّــــُٔـوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ۭ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا
عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿٣٣﴾ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿٣٤﴾

آیت 32 ﴿وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۣ﴾ ’’اور (اے نبی ﷺ!) آپ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا گیا‘ تو میں نے ڈھیل دی (کچھ عرصہ کے لیے) کافروں کو‘ پھر میں نے ان کو پکڑ لیا۔‘‘

﴿فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿٣٢﴾﴾ ’’تو کیسا رہا میرا عذاب!‘‘

ذرا تصور کریں قوم نوحؑ‘ قوم ہودؑ‘ قوم صالحؑ‘ قوم لوطؑ‘ قوم شعیبؑ اور آل فرعون کے انجام کا اور پھر سوچیں کہ ان نافرمان قوموں کی جب گرفت ہوئی تو وہ کس قدر عبرتناک تھی۔

آیت 33 ﴿اَفَمَنْ هُوَ قَاۗىِٕمٌ عَلٰي كُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ﴾ ’’تو کیا وہ ہستی جو ہر جان سے محاسبہ کرنے والی ہے جو اُس نے کمائی کی ہے (اوروں کی طرح ہو سکتی ہے؟)‘‘

اللہ تعالیٰ ہر آن ہر شخص کے ساتھ موجود ہے اور اس کی ایک ایک حرکت اور اس کے ایک ایک عمل پر نظر رکھتا ہے۔ کیا ایسی قدرت کسی اور کو حاصل ہے؟

﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ﴾ ’’اور انہوں نے اللہ کے شریک بنا لیے ہیں۔‘‘

انہوں نے ایسی بصیر‘ خبیر اور عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہستی کے مقابلے میں کچھ معبود گھڑ لیے ہیں‘ جن کی کوئی حیثیت نہیں۔

﴿قُلْ سَمُّوْهُمْ ۭ اَمْ تُنَبِّــــُٔـوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ﴾ ’’آپؐ کہیے! ذرا ان کے نام تو بتاؤ! کیا تم اللہ کو جتانا چاہتے ہو وہ شے جو وہ نہیں جانتا زمین میں؟‘‘

یعنی اللہ جو اس قدر علیم اور بصیر ہستی ہے کہ اپنے ہر بندے کے ہر خیال اور ہر فعل سے واقف ہے‘ تو تم لوگوں نے جو بھی معبود بنائے ہیں کیا اُن کے پاس اللہ سے زیادہ علم ہے؟ کیا تم اللہ کو ایک نئی بات کی خبر دے رہے ہو جس سے وہ ناواقف ہے؟

﴿اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ۭ﴾ ’’یا تم صرف سطحی سی بات کرتے ہو؟‘‘

یعنی یونہی جو منہ میں آتا ہے تم لوگ کہہ ڈالتے ہو اور ان شریکوں کے بارے میں تمہارے اپنے دعوے کھوکھلے ہیں۔ تمہارے ان دعووں کی بنیادوں میں یقین کی پختگی نہیں ہے۔ ان کے بارے میں تمہاری ساری باتیں سطحی نوعیت کی ہیں‘ عقلی اور منطقی طور پر تم خود بھی اُن کے قائل نہیں ہو۔

﴿بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ۭ﴾ ’’بلکہ ان کافروں کے لیے ان کی مکاریاں مزین کر دی گئی ہیں‘ اور وہ روک دیے گئے ہیں (سیدھے) راستے سے۔‘‘

﴿وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿٣٣﴾﴾ ’’اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو اُسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔‘‘

اب گویا ان کے دل اُلٹ دیے گئے ہیں‘ ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی ہے اور ان کے اعمال کو دیکھتے ہوئے اللہ نے ان کی گمراہی کے بارے میں آخری فیصلہ دے دیا ہے۔ اب ان کو کوئی راہِ راست پر نہیں لا سکتا۔

آیت 34 ﴿لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ﴾ ’’ان کے لیے عذاب ہے دنیا کی زندگی میں بھی‘ اور آخرت کا عذاب تو اس سے بھی زیادہ سخت ہوگا۔‘‘

﴿وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿٣٤﴾﴾ ’’اور نہیں ہوگا کوئی بھی ان کو اللہ سے بچانے والا۔‘‘

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

مال کی حرص

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ اَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ اَحَبَّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَادِيَانِ‘ وَلَنْ يَّمْلَاَ فَاهُ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ)) (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’اگر ابن آدم کو ایک وادی سونے کی مل جائے تو وہ چاہے گا کہ اس کے پاس دو وادیاں ہوں۔ اس کے منہ کو تو صرف قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے اور توبہ کرنے والے کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے۔‘‘

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ادار یہ

ایوب بیگ مرزا

امریکہ اور چین کی پاکستان دوستی

چین کے نئے وزیراعظم نے پاکستان کا دورہ کیا ہے۔ اندرونی اور بیرونی مشکلات کے شکار پاکستان کے لیے یہ دورہ اوران کے بیانات موجودہ مایوس کن حالات میں خوشگوار ہوا کا جھونکا ثابت ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے حکمرانوں سے لے کر عوام تک جب پاک چین دوستی کا ذکر کرتے ہیں تو سب پر ایک جذباتی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ شعروشاعری پر اتر آتے ہیں۔ اس دوستی کو ہمالہ سے بلند اور سمندر سے گہری قرار دیتے ہیں۔ یہ قصہ سناتے ہوئے بھی بڑا فخر محسوس کرتے ہیں کہ ستر کی دہائی میں پنجاب کے وزیراعلیٰ ملک معراج خالد کے دورۂ چین کے دوران جب انہوں نے چین کے نظم ونسق' سیکورٹی اور صفائی کے انتہائی اطمینان بخش انتظامات کی وجہ پوچھی تو ماؤزے تنگ کا جواب تھا: .While you read the Quran we follow it ''آپ قرآن پڑھتے ہیں اور ہم اس کی پیروی کرتے ہیں۔''

اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ پچاس کی دہائی بلکہ 60 کی دہائی کے آغاز تک جب چین کو کوئی پوچھتا نہیں تھا اور کوئی جانتا نہیں تھا، ہم نے دنیا سے چین کا تعارف کرایا۔ چین امریکہ تعلقات کے آغاز کا سہرا بھی پاکستان کے سر باندھا جا سکتا ہے۔ چین کی ترقی وہاں کے انتظام وانصرام اور چینیوں کی محنت اور جفاکشی کے قصے ہم نے بڑھ چڑھ کر ایک دوسرے کو سنائے، لیکن کبھی اس سے کوئی سبق حاصل کرنے کی کوشش نہ کی۔ ہمارے لیڈروں نے چین کے بہت سے سرکاری دورے کیے اور چینی لیڈروں کی عظمت کے بہت گن گائے، لیکن کبھی اپنے گریبان میں منہ نہ ڈالا۔ صدر آصف زرداری نے چین کے سب سے زیادہ دورے کرنے کا ایک نیا ریکارڈ قائم کیا لیکن اس کے باوجود انہوں نے جو دوسرے بہت سے ریکارڈ قائم کیے ہم ان کا ذکر کر کے قارئین کا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتے۔ دوسرے ممالک سے تعلقات کے حوالے سے چین کا طرزِ عمل انتہائی قابل قدر اور قابل تحسین ہے۔ وہ دوست ممالک کو اچھا اور مخلصانہ مشورہ دیتا ہے، لیکن اصرار نہیں کرتا اور دباؤ نہیں ڈالتا اور دوست ممالک کے اندونی معاملات اور حالات میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرتا۔ وہ اصولوں کی بنیاد پر دوستی قائم کرتا ہے۔ کسی کی دوستی کی خاطر کسی دوسرے سے دشمنی نہیں کرتا۔

ماضی میں چین نے پاکستان کو بہت سے مشوروں سے نوازا، لیکن ہم نے ان مشوروں کا کیا حشر کیا یہ ایک زوال پذیر قوم کی افسوسناک کہانی ہے۔ ان میں ایک جارحانہ اور باقی مدافعانہ رویہ اختیار کرنے کے مشورے تھے لیکن ہم نے سب سے ایک جیسا سلوک کیا۔ 1962ء میں جب ہند چین سرحدی جھڑپیں شروع ہوئیں تو ایک رات 2 بجے چینی سفیر نے ایوب خان کے پرنسپل سیکرٹری قدرت اللہ شہاب کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ چینی سفیر نے ان سے کہا کہ بھارت کشمیر سے تمام فوجیں نکال کر ہماری سرحد پر لے آیا ہے۔ آپ کے لیے سنہری موقع ہے کہ آپ کو کشمیر میں اس وقت واک اوور مل سکتا ہے، کوئی مزاحمت نہیں ہوگی۔ قدرت اللہ شہاب نے کہا آپ کو یہ مشورہ وزیر خارجہ کے ذریعہ ایوب خان تک پہنچانا چاہیے۔ چینی سفیر کی فراست اور پاکستان کے اندرونی حالات سے آگاہی کا اندازہ کریں۔ اس نے کہا، نہیں، ہم جانتے ہیں صدر سے جو قرب آپ کو حاصل ہے وہ وزیر خارجہ کو نہیں ہے۔ قدرت اللہ شہاب رات کے اندھیرے میں ایوب خان کے پاس پہنچے، لیکن انہوں نے جس بے دردی سے اس مشورہ کو مسترد کیا یہ ایک دل فگار کہانی ہے۔ بہر حال ایوب خان نے چین کا مشورہ رد کر دیا۔ اس کی وجہ اس کے سوا کیا ہو سکتی ہے کہ بھارت امریکہ کے ذریعہ ایوب خان سے پہلے ہی یقین دہانی حاصل کر چکا ہوگا کہ پاکستان ایسا ہرگز نہیں کرے گا۔ شنید یہ ہے کہ امریکہ نے پاکستان کو یقین دہانی کرائی تھی کہ ہندوستان اور چین کی جنگ کے بعد وہ کشمیر پر پاک بھارت مذاکرات کروائے گا اور اس حوالہ سے پاکستان کی مدد کرے گا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ امریکہ اور بھارت میں پاکستان کو ڈیل کرنے کے حوالہ سے کتنی ذہنی ہم آہنگی اور قرب تھا۔

چین کے اخلاص اور حقیقی دوستی کے مظاہرے کے ساتھ قارئین یہ نوٹ کرتے چلے جائیں کہ امریکہ نے کتنی بار ہمارے مفادات اور ہماری سلامتی کو ڈسا۔ 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں پاکستان نے چین سے فوجی امداد کی

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان' نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

4 تا 10 جون 2013ء — جلد 22
24 تا 30 رجب المرجب 1434ھ — شمارہ 23

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 36366638-36316638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

درخواست کی، خاص طور پر لڑاکا طیارے مانگے۔ چین نے یہ درخواست قبول کر لی لیکن ساتھ ہی دریافت کیا کہ آپ کتنی طویل جنگ لڑ سکتے ہیں۔ انہیں بتایا گیا کہ ہم صرف پندرہ دن جنگ لڑ سکتے ہیں۔ اس کے بعد اقوام متحدہ مداخلت کرے گا، صلح ہو جائے گی اور بعد ازاں مذاکرات ہوں گے۔ چین کا جواب تھا اگر ہدف حاصل کیے بغیر صلح ہی کرنا ہے تو جنگ شروع کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ بہر حال چین نے طیارے دینے کی ہامی بھر لی۔ لیکن پاکستان کی اگلی خواہش انتہائی عجیب وغریب اور دلچسپ تھی، وہ یہ کہ آپ یہ طیارے ملائشیا کو دے دیں، ہم ان سے لے لیں گے، براہِ راست لینے سے امریکہ ناراض ہو جائے گا اور امریکہ نے مصیبت کے اس وقت ہم سے یہ سلوک کیا کہ سیٹو سنٹو اتحادی ہونے کے باوجود ہماری امداد بند کر دی گئی۔ گویا پیٹھ میں خنجر گھونپ دیا۔

1971ء میں مشرقی پاکستان میں حالات بہت خراب تھے۔ چین نے یحییٰ خان کو مشورہ دیا کہ معاملات کو سیاسی مذاکرات کے ذریعے حل کریں اور طاقت استعمال نہ کریں۔ پاکستان کے صدر کا ٹیلیفون پر چین کے وزیر اعظم کو جواب تھا: I thought you were friend۔ پھر 1971ء کی جنگ ہوئی۔ پاکستان امریکہ کے چھٹے بحری بیڑے کے انتظار میں رہا۔ پاکستان دولخت ہو گیا لیکن وہ امریکی بحری بیڑہ نہ جانیں کہاں راہیں کھو گیا۔ بعد ازاں ہنری کسنجر نے اپنی کتاب میں اعتراف کیا کہ پاکستان کو دولخت کرنے کی بھارتی سازش کو امریکی آشیر باد حاصل تھی۔ پاکستان دولخت ہو گیا۔ جو حصہ مغربی پاکستان کہلاتا تھا اسے what remain of Pakistan کہا جانے لگا۔ چین نے پھر مشورہ دیا کہ آپ ایک عرصہ کے لیے پاکستان کے گرد آہنی پردہ تان لیں۔ خود کو اقتصادی اور صنعتی لحاظ سے مستحکم کریں۔ بیرون ممالک معاملات خصوصاً تنازعات کے حوالہ سے وقتی طور پر خاموشی اختیار کر لیں۔ آپ جب اقتصادی طور پر مستحکم ہو جائیں گے اور کسی کے مقروض نہیں رہیں گے تو آزاد خارجہ پالیسی اپنا سکیں گے۔ آزادی اور سلامتی کے تحفظ کے لیے یہ لازم ہے۔ خود کفیل قوم ہی خود مختاری کی حفاظت کر سکتی ہے۔ لیکن پاکستان نے چین کے اس مشورہ کو بھی قبول نہ کیا۔

امریکہ کس طرح پاکستان کو اپنے اقتصادی اور عسکری مفادات کے حصول کے لیے استعمال کرتا رہا یہ ایک کھلا راز ہے۔ ایک عرصہ سے چین پاکستان کو یہ مشورہ دے رہا ہے کہ بھارت کے ساتھ اپنے تنازعات کو زندہ رکھو، ان میں کسی کو بھی دفن نہ کرو۔ اپنے کسی حق سے دستبردار تو نہیں ہونا چاہیے، لیکن معاملے میں اتنی بگاڑ نہیں آنی چاہیے کہ جنگ کی نوبت آئے۔ تائیوان چین کے لیے بہت بڑا مسئلہ ہے۔ چین نے اسے آج تک زندہ رکھا ہوا ہے۔ چین وقتاً فوقتاً اس کا ذکر کرتا رہتا ہے۔ امریکہ کئی بار تائیوان کے حوالہ سے چین کو مشتعل کرنے اور اسے جنگ کی راہ دکھانے کی کوشش کر چکا ہے لیکن ہمیشہ ناکام رہا ہے۔ ایک بار ایک چینی رہنما سے ایک امریکی نے پوچھا آپ کب تک تائیوان کے مسئلہ کے حل کے لیے انتظار کریں گے۔ چینی رہنما نے بڑے اطمینان سے کہا یہ انتظار ایک صدی تک طویل ہو سکتا ہے۔ آج صورت حال یہ ہے کہ چین اقتصادی جن بن چکا ہے۔ اس کے پاس دنیا کے سب سے بڑے زرمبادلہ کے ذخائر ہیں۔ امریکہ اس کی منڈی ہے اور اس کا مقروض بھی ہے۔ چین کسی سے جنگ کا آغاز نہیں کرتا، لیکن اپنی سلامتی کے حوالہ سے انتہائی حساس بھی ہے۔ امریکی بحریہ کے جس طیارے نے چین کی سرحدی خلاف ورزی کی تھی اسے فوری طور پر مار گرایا گیا۔ آج امریکہ چین کو اپنے لیے ایک خطرہ محسوس کرتا ہے۔ چین کے محاصرے کے نت نئے پروگرام بناتا ہے۔ بھارت اس کا فطری اتحادی ہے لیکن اب تک وہ ناکام ہیں۔

یہ ساری رام کہانی سنانے کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ قوموں کو جنگ کسی قیمت پر نہیں کرنی چاہیے لیکن پاکستان کا معاملہ یہ ہے کہ وہ بلا تیاری اور کسی مناسب حکمت عملی کو اپنائے بغیر اور دوسروں کی مدد کے مفروضے پر جنگ کرتا رہا ہے۔ اپنے تحفظ اور اسلام کے ابلاغ کے لیے مسلمان پر جہاد ہی نہیں قتال بھی ہے فرض ہے۔ لیکن اس کے لیے قوم کا متحد ہونا' مناسب جنگی تیاری' خود کفالت اور بعد از جنگ حالات پر قابو رکھنے کی صلاحیت ہونی چاہیے۔ ہمیں اصل رہنمائی قرآن وسنت سے حاصل کرنا ہوگی اور اگر کوئی مخلصانہ مشورہ دے تو اسے قبول کرنا چاہیے، البتہ اسے بھی قرآن وسنت کی کسوٹی پر پرکھنا چاہیے۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے بعض جنگوں میں غیر مسلموں کی مدد حاصل کی۔ غیر مسلموں سے معاہدے بھی کیے لیکن یہ سب کچھ اسلام اور مسلمان اُمت کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا گیا۔ آج بھی ہمارا ہدف صرف اسلام کا غلبہ اور امت مسلمہ کا مجموعی مفاد ہونا چاہیے اور امریکہ ہو یا چین ان سے قرآن وسنت کی چھتری تان کر معاملات طے کرنے چاہئیں۔

بیابہ مجلس اسرار

کشمکش: عملی تربیت کا موثر ترین ذریعہ

نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کی جو تربیت فرمائی، اُس کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ یہ تربیت میدان میں اُتارنے کے لئے تھی، محض گوشے میں بٹھانے کی تربیت نہیں تھی۔ اس لئے کہ فوراً کشاکش یا عرف عام میں کشمکش شروع ہو جاتی تھی۔ جہاں زبان سے "لَا اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہُ" کا کلمہ نکلا فوراً مار پڑنی شروع ہو جاتی تھی۔ اب یہ جو مار پڑ رہی ہے تو یہ عملی تربیت کا مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ اگر اس کو جھیلو گے تو تمہاری قوتِ ارادی مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جائے گی، تمہارے اندر صبر و استقامت کے اوصافِ عالیہ ترقی پاتے چلے جائیں گے۔ اگر یہ کشمکش نہ ہو تو اس کی مثال ایسی ہے کہ آپ کسی شخص کو تیرنے کی تربیت خشکی پر دیں اور اسے بتائیں کہ تیرنے کے لئے یہ کرنا ہوتا ہے، وہ کرنا ہوتا ہے۔ لیکن سال بھر کی ٹریننگ سے بھی وہ شخص تیراک نہیں بنے گا، جبکہ زیر تربیت تیراک کو پانی میں اتاریئے اور اسے بتایئے کہ تیرنے کے لئے اپنے ہاتھ، پاؤں اور پورے جسم کو کس طرح استعمال کرنا ہے تو وہ چند دنوں میں بلکہ اگر کوئی ذہین ہو تو ایک ہی دن میں تیراک بن جائے گا ---------

تو محمد ﷺ کی تربیت خانقاہی نہیں ہے۔ گوشے میں بٹھا کر دی جانے والی تربیت نہیں ہے۔ غور کا مقام ہے، محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں کیا کہ لوگوں کو نکال کر کہیں اور لے جائیں اور وہاں تربیت دیں، بلکہ یہ کیا ہے کہ جو شخص جہاں ہے، وہیں تربیت پائے۔ اور وہ شخص وہیں کھڑے ہو کر کہے کہ میں ایک اللہ کو مانتا ہوں، میں جناب محمد ﷺ کو رسول اللہ تسلیم کر چکا ہوں اور آپؐ کے نقش قدم اور آپؐ کی سنت پر چلنے کا فیصلہ کر چکا ہوں، میں آخرت کے محاسبہ کا یقین رکھتا ہوں۔ اس پر کشمکش شروع ہو جائے گی۔ اپنے گھر میں کشمکش شروع ہو جائے گی۔ اپنے گھر میں کشمکش ہو گی۔ اہل وعیال اور رشتہ داروں سے کشمکش ہو گی۔ اہل وعیال اور رشتہ داروں سے کشمکش ہو گی۔ آج آپ ذرا کسی رسم کو چھوڑ کر دیکھئے آپ کی برادری آپ کا حقہ پانی بند کر دے گی۔ ذرا آپ زمانے کے جو چلن ہیں، جو رواج ہیں، ان کو چھوڑ دیجئے۔ آپ کو یہ نظر آ جائے گا کہ آپ کے بچوں کے لئے رشتے نہیں ملیں گے، آپ کی بچیوں کے لئے کہیں سے پیغام نہیں آئیں گے۔

(بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی کتاب منہج انقلاب نبویؐ سے ایک اقتباس)

یقینِ قلبی اور انفاق فی سبیل اللہ

کے لئے جھنجوڑنے کا انداز

سورۃ الحدید کی آیات 8 تا 11 کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 24 مئی 2013ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[خطبۂ مسنونہ اور آیاتِ قرآنی کی تلاوت کے بعد]

حضرات! سورۃ الحدید ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ اس کی ابتدائی سات آیات کا مطالعہ ہم مکمل کر چکے ہیں۔ ان آیات میں سے پہلی چھ میں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، قدرت کاملہ اور مختلف شانوں کا بیان ہے۔ ساتویں آیت سے جھنجوڑنے کے انداز میں براہ راست مسلمانوں سے خطاب ہے اور مسلمانوں میں سے بھی خاص طور پر اُن لوگوں سے جو کلمہ اسلام کا اقرار کر کے مسلمانوں کے گروہ میں تو شامل ہو چکے تھے، مگر ایمان کے تقاضے پورے کرنے سے پہلو تہی کر رہے تھے۔ یہ بات پہلے بھی واضح کی گئی ہے کہ ان سورتوں میں جو پیغام آیا ہے وہ خاص طور پر ہمارے لئے ہے۔ یوں تو قرآن حکیم سب لوگوں کے لئے ہدایت و رہنمائی ہے۔ لیکن اس میں کہیں بنی اسرائیل سے خطاب ہے، کہیں مشرکین کو مخاطب کیا گیا ہے اور کہیں مسلمانوں خاص طور پر ہم جیسے مسلمانوں سے خطاب ہے۔ تو یہ وہی مقام ہے۔ لہٰذا اس پر خاص طور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ آیت 7 میں ایمان حقیقی اور انفاق فی سبیل اللہ کی دعوت دی گئی، اور یہ بھی بتایا گیا تھا کہ وہ لوگ جو صحیح معنوں میں ایمان لائیں گے اور انفاق کریں گے، اُن کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔ آگے پھر جھنجوڑنے کا انداز ہے۔ فرمایا:

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ﴾ (آیت: 8)

”اور تم کیسے لوگ ہو کہ اللہ پر ایمان نہیں لاتے۔ حالانکہ (اس کے) پیغمبر تمہیں بلا رہے ہیں کہ اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ۔“

یعنی تم کلمہ پڑھ کر مسلمانوں کی صف میں شامل ہو گئے ہو، مگر تمہیں یقین قلبی والا ایمان کیوں حاصل نہیں ہو رہا ہے؟ وہ ایمان جو حقیقی ایمان ہے، اس پر تمہارا دل کیوں نہیں ٹھکتا؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ تمہیں ایمان کی طرف بلا رہے ہیں۔ آپؐ جس ایمان کی دعوت دے رہے ہیں، اس کی صداقت کی ایک دلیل خود تمہاری فطرت میں موجود ہے، لیکن ایک اور بہت بڑی دلیل خود آپؐ کی عظیم المرتبت ہستی ہے، جو صادق و امین ہیں، جن کا دامن کردار ہر قسم کے داغ دھبے سے صاف اور اجلا ہے، جن کی صداقت و دیانت اور اخلاق عالیہ کی گواہی مخالفین بھی دیتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی رفیع الشان ہستی کا ایمان کی طرف بلانا بذات خود دعوت توحید کی حقانیت کی بڑی دلیل ہے۔ پھر یہ دیکھو کہ آپؐ نے ایک فرد واحد کی حیثیت سے جس دعوت کا آغاز کیا تھا، اب وہ درجہ بدرجہ ترقی کر کے کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے۔ اس دعوت کی کامیابی اور اثر و نفوذ کا یہ عالم ہے کہ اب قریش نے آپؐ سے صلح (حدیبیہ) کر کے آپؐ کو جزیرہ نما عرب میں ایک متوازی قوت تسلیم کر لیا ہے اور پیغمبر اسلام پورے نظام باطل کو چیلنج کر رہے ہیں اور قبائل جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس سے بڑی بدنصیبی کیا ہو گی کہ بنفسِ نفیس اللہ کے رسولؐ تمہیں دعوت دے رہے ہیں اور پھر بھی تم اس سے اعراض کر رہے ہو؟ ظاہر بات ہے کہ مدینہ کے اندر منافق بھی موجود تھے جو محمد رسول اللہ ﷺ کی دعوت سے متاثر ہوئے نہ فیض یاب ہوئے۔ تو یہ بدنصیبی کی انتہا ہے۔ یہ وہی انداز ہے جو بعض احادیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ((...... وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ)) ”درانحالیکہ ابھی میں تمہارے مابین موجود ہوں (پھر بھی تمہارا یہ حال ہے!)“ دوسرے یہ کہ رسول ﷺ کس بات کی دعوت دے رہے ہیں! ﴿لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ﴾ تمہارے اپنے ربّ پر ایمان کی دعوت دی جا رہی ہے' کسی غیر پر ایمان کی دعوت تو نہیں دی گئی۔ تمہیں تمہارے اپنے پالن ہار، پروردگار، تمہارے خالق، تمہارے رازق پر ایمان کی دعوت دی جا رہی ہے۔

آگے فرمایا:

﴿وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۸﴾

”وہ تم سے قول و قرار لے چکا اگر تم مؤمن ہو!“

یہاں پر اصطلاحی ترجمہ کیجیے کہ اگر تم مؤمن ہو، تم ایمان کے دعویدار ہو پھر تو تمہارا عہد و میثاق اور قول و قرار ہو چکا۔ یہاں سورۃ التوبۃ کی آیت 111 ذہن میں لائیے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ﴾ ”اللہ تو خرید چکا ہے اہل ایمان سے ان کی جانیں اور مال جنت کے عوض“۔ اب یہ جان و مال ان کے ہیں کہاں؟ اب تو گویا ان کے پاس محض ایک امانت کے طور پر رکھے ہوئے ہیں کہ جیسے ہی مطالبہ ہو حاضر کر دیے جائیں۔ یہ ہے درحقیقت وہ قول و قرار' کہ اگر تم مؤمن ہو پھر تو تم اپنی جان اور مال فروخت کر چکے' اب وہ تمہاری ملکیت ہے ہی نہیں۔ اوّلاً تو اصولی طور پر تم اس کے مالک نہیں' پھر یہ کہ اس قول و قرار سے اس کی مزید توثیق ہو گئی۔ اب یہ تمہارے پاس امانت ہے۔ تم کلمہ پڑھ کر اللہ سے یہ عہد باندھ چکے ہو کہ اس کی رضا کے لئے اس کے دین کے غلبہ کی راہ میں اپنی جان بھی کھپاؤ گے اور اپنا مال بھی لگاؤ گے۔ اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ تمہیں جنت عطا فرمائے گا۔ اب تم اس عہد کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔ اگر فی الواقع جنت چاہتے ہو تو تمہیں یہ عہد بہرصورت پورا کرنا ہو گا۔ جب تم نے اللہ کو اپنا رب اور محمد ﷺ کو اس کا رسول مانا ہے تو اب ان کی طرف سے جو بھی تقاضا آئے، اسے پورا کرنا ہو گا۔ یہ اس میثاق کا بھی تقاضا ہے جو عالم ارواح

میں تمام ارواح انسانیہ سے کیا گیا، جسے ''عہد الست'' کہا جاتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھیے کہ اگر فی الواقع جنت کا حصول تمہارا مطمح نظر ہے تو نے اللہ کے ہاتھ اپنے جان و مال کا جو سودا جنت کے بدلے کیا ہے، اس کے تحت جان و مال کو اس کی راہ میں لگانا تم پر لازم ہے، آج ہمارا حال یہ ہے کہ اپنی جان و مال کو بچا بچا کر رکھتے ہیں، اللہ کی دی ہوئی امانت (جان و مال) میں خیانت کرتے ہیں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ جنت ہمیں بہر حال ملے گی، یہ ہمارا پیدائشی حق ہے۔ اس اندازِ فکر کو بدلنے کی ضرورت ہے۔

آگے فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ﴾

''وہی تو ہے جو اپنے بندے پر واضح (المطالب) آیتیں نازل کرتا ہے، تاکہ تم کو اندھیروں میں سے نکال کر روشنی میں لائے۔''

اللہ ہی ہے جو اپنے بندے (ﷺ) پر وہ آیات جو بین ہیں نازل فرما رہا ہے۔ بین اس شے کو کہتے ہیں جو از خود واضح اور از خود روشن ہو' اسے کسی اور وضاحت کی ضرورت نہ ہو' اسے کسی دلیل خارجی کی حاجت نہ ہو۔ جیسے ہم کہتے ہیں ع ''آفتاب آمد دلیل آفتاب!'' یعنی سورج طلوع ہو گیا تو اب سورج کے وجود کے ثبوت کے لیے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ تو خود اپنے وجود پر سب سے بڑی برہان اور دلیل قاطع ہے۔ قرآن مجید اپنی آیات کے لیے اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ (روشن اور بین آیات) کی ترکیب استعمال کرتا ہے۔ سورۃ التغابن میں تو قرآن حکیم کے لیے لفظ ہی ''نور'' آیا ہے: ﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ﴾ (آیت:8) ''پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے نازل فرمایا''۔ یہ از خود نور ہے اور درحقیقت اسی سے نورِ ایمان پیدا ہوتا ہے۔ یہ نورِ وحی' نورِ فطرت کے ساتھ مل کر نورِ ایمان پیدا کرتا ہے۔ قرآن مجید میں نور کا لفظ ہمیشہ واحد آتا ہے' جبکہ ''ظلمات'' ہمیشہ جمع کی صورت میں آتا ہے۔ چنانچہ سورۃ النور میں بھی الفاظ آئے ہیں: ﴿ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ﴾ (آیت:40) ''اندھیرے ہیں تہہ بہ تہہ''۔ اس لیے کہ نور ایک بسیط حقیقت ہے اور تاریکی (darkness) کے بے شمار shades ہیں' مثلاً کفر' شرک' الحاد' انسانی حاکمیت کا تصور' مادہ پرستی' شہوت پرستی' دولت پرستی' شہرت پرستی' قوم پرستی' خود پرستی' نفس پرستی اور اس طرح کی بے شمار پرستشیں۔ یہ سب ظلمات ہی کے مختلف سائے ہیں' یہ تمام اندھیرے ہیں اور ان تمام اندھیروں سے نکال کر نورِ ایمان میں لانے والی شے قرآن حکیم کی آیاتِ بیّنات ہیں۔ لہٰذا ہم جتنا قرآن سے جڑیں گے یقین قلبی میں اسی قدر اضافہ ہوتا جائے گا اور جس قدر قرآن سے دور ہوں گے۔ ایمان و یقین میں اُسی قدر کمزوری آئے گی۔ مولانا ظفر علی خان نے اس حقیقت کو بہت پیارے انداز سے اپنے اس شعر میں بیان کیا ہے ؎

وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکان فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآں کے سیپاروں میں

﴿وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾

''اور یقیناً اللہ تمہارے حق میں رؤف بھی ہے' رحیم بھی ہے۔''

یہ دونوں صفات رَءُوْفٌ اور رَحِيْمٌ اس سورۂ مبارکہ کی آیت 27 میں ''رَأْفَة'' اور ''رَحْمَة'' کے الفاظ میں آئی ہیں: ﴿وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ﴾ ''اور جن لوگوں نے ان (عیسیٰ علیہ السلام) کی اتباع کی ان کے دلوں میں ہم نے نرم دلی اور رحم ڈال دیا۔'' اللہ کی رحمت کا مظہر اَتم یہ قرآن ہے۔ سورۃ الرحمٰن کی ابتدائی آیات میں دراصل اسی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔ فرمایا: ﴿اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝﴾ ''نہایت رحم والا ہے' جس نے قرآن سکھایا''۔ اب دیکھیے، ان میں کیا نسبت ہے! یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمانیت کا مظہر ہے کہ اس نے قرآن سکھایا۔ ''رَحْمٰن'' ''فَعْلان'' کے وزن پر اسم مبالغہ ہے کہ جس میں کوئی بھی کیفیت پورے جوش و خروش کے ساتھ ہوتی ہے' ایک طوفانی کیفیت ہوتی ہے۔ تو درحقیقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طوفانی اور ہیجانی کیفیت کا مظہر اَتم یہ قرآن ہے۔ اس لیے کہ یہ ہدایت ہے اور رحمت ہے۔ اسی سے تمہاری عاقبت یعنی آخرت کی زندگی سنورے گی جو کہ اصل اور ابدی زندگی ہے۔ یہی نور ہے' یہی راستہ دکھانے والا ہے۔ جیسے کہ نبی اکرم ﷺ سے ایک بہت ہی پیاری اور جامع دعا مروی ہے:...... وَاجْعَلْهُ لَنَا اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًى وَّرَحْمَةً کہ اے ہمارے پروردگار! اس قرآن مجید کو ہمارا امام بنا دے' اسے ہمارے لیے نور' ہدایت اور رحمت بنا دے۔

آگے پھر انفاق فی سبیل اللہ کے حوالے سے جھنجوڑا جا رہا ہے۔ فرمایا:

پریس ریلیز 31 مئی 2013ء — **حافظ عاکف سعید**

ڈرون حملوں کا سلسلہ جاری رکھنا امریکی فرعونیت کا مظہر ہے

تحریک طالبان پاکستان کے ڈپٹی کمانڈر ولی الرحمان کو شہید کر دینا یہ ثابت کرتا ہے کہ امریکہ کو خطے میں امن سے کوئی دلچسپی نہیں اور وہ یہاں جنگ کی آگ کو مزید بھڑکانا چاہتا ہے

آنے والی حکومت ڈرون گرانے کا واضح فیصلہ کرے تاکہ معصوم مسلمانوں کے خون بہنے کا سلسلہ بند ہو سکے

ڈرون حملوں کا سلسلہ جاری رکھنا امریکی فرعونیت کا مظہر ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ دنیا بھر میں ڈرون حملوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند ہو رہی تھی اور پاکستان بھر میں تحریک طالبان پاکستان سے مذاکرات پر اتفاق رائے ہو چکا تھا۔ اس پس منظر میں امریکہ کا ڈرون حملہ کر کے تحریک طالبان پاکستان کے ڈپٹی کمانڈر ولی الرحمان کو شہید کر دینا یہ ثابت کرتا ہے کہ امریکہ کو خطے میں امن سے کوئی دلچسپی نہیں اور وہ یہاں جنگ کی آگ کو مزید بھڑکانا چاہتا ہے۔ تحریک طالبان پاکستان کا مذاکرات کی پیش کش واپس لینا ایک فطری ردعمل ہے۔ اُنہوں نے مولانا سمیع الحق کے بیان کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ولی الرحمان حکومت پاکستان سے مذاکرات کے لئے دوسرے گروپس سے گفت و شنید کر کے امن کی راہ ہموار کر رہے تھے۔ کہ ایسے وقت میں انہیں شہید کر دیا گیا۔ انہوں نے عمران خان کے اس بیان کو سراہا کہ اگر نواز شریف ڈرون کے مسئلہ پر سٹینڈ لیں تو وہ انہیں پوری سپورٹ فراہم کریں گے۔ اُنہوں نے آنے والی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ ڈرون گرانے کا واضح فیصلہ کریں۔ تاکہ معصوم مسلمانوں کے خون بہنے کا سلسلہ بند ہو سکے۔ اُنہوں نے کہا کہ امریکہ کو ذلیل و رسوا ہو کر افغانستان سے پسپا ہو رہا ہے۔ ہم نے اس کے اتحادی کا رول ادا کر کے اس ذلت و رسوائی کو اپنے گھر کا راستہ دکھایا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ آخری فتح افغان طالبان کو حاصل ہو گی۔ ان شاء اللہ

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت' تنظیم اسلامی پاکستان)

﴿ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلِلّٰہِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط﴾

’’اور تم کو کیا ہوا ہے کہ اللہ کے رستے میں خرچ نہیں کرتے۔ حالانکہ آسمانوں اور زمین کی وراثت اللہ ہی کی ہے۔‘‘

دیکھو، تمہارے پاس جو مال ہے، وہ تمہارا نہیں اللہ کا ہے، وہ اللہ نے تمہیں بطور امانت دیا ہے۔ یہ ہمیشہ تمہارے پاس نہیں رہے گا۔ ایک دن لازماً تم اسے چھوڑ کر جاؤ گے۔ لہٰذا اسے راہ خدا میں لگاؤ۔ دین مغلوب ہے۔ طاغوتی قوتوں کا غلبہ ہے۔ ان باطل قوتوں سے ٹکر لینے کے لئے افرادی قوت بھی درکار ہے اور مال کی بھی ضرورت ہے۔ لہٰذا بے دریغ مال واسباب فراہم کرو۔ اللہ کے دین کی اقامت اور کفر کے استیصال کی خاطر اپنے مالوں سے اللہ کی جماعت کو تقویت پہنچاؤ۔ جب اپنا جان و مال کی اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے تو تب اللہ کی نصرت تمہیں حاصل ہوگی۔ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہوئے تمہیں کسی قسم کے فقر و فاقہ کا اندیشہ دل میں نہیں لانا چاہیے، کیونکہ جس اللہ کی خاطر تم خرچ کرو گے۔ وہ زمین وآسمان کے سارے خزانوں کا مالک ہے۔ اس کے پاس بس اتنا ہی کچھ نہ تھا جو اس نے تمہیں دے رکھا ہے، بلکہ وہ کل تمہیں اس سے بہت زیادہ دے سکتا ہے۔ انفاق جان و مال کے حوالے سے وہ حدیث ذہن میں لائے جس میں آپؐ نے فرمایا: ’’قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور ابن آدم کے قدم اُس وقت تک اپنی جگہ سے ہل نہیں سکیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں پوچھ گچھ نہ کر لی جائے: ’’(1) اس کی عمر کے بارے میں کہ کہاں گنوائی؟ (2) اس کی جوانی کے بارے میں کہ کہاں لٹائی؟ (3) اس کے مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا؟ (4) اور کہاں خرچ کیا؟ (5) اور جو علم حاصل کیا اس پر کتنا کچھ عمل کیا؟‘‘

دیکھئے عمر کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور اس کے بارے میں دو سوال ہیں: ’’جو عمر ہم نے تمہیں دی تھی وہ کہاں گنوائی؟ اور خاص طور پر جوانی کہاں لگائی؟‘‘ معلوم ہوا کہ یہ ساری چیزیں وہ ہیں جو اللہ نے ہمیں دی ہیں اور اُس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان سب چیزوں میں سے اس کی راہ میں انفاق کریں۔

آگے فرمایا:

﴿ لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ط﴾

’’تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا (اور جنہوں نے فتح کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا) وہ برابر نہیں ہیں۔‘‘

آیت کریمہ کا یہ حصہ بہت اہم ہے۔ ہر عمل کی ایک ظاہری شکل اور کمیت ہوتی ہے اور ایک اس کی باطنی کیفیت ہوتی ہے کہ کن حالات میں وہ عمل کیا گیا ہے۔ ان دونوں اعتبارات سے عمل کے اجر و ثواب میں اور اللہ کے ہاں درجے کے تعین میں زمین وآسمان کا فرق واقع ہو جاتا ہے۔ دیکھئے ایک انفاق اور قتال فتح سے پہلے ہوا ہے۔ اور یہاں اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ سورۂ مبارکہ کم سے کم صلح حدیبیہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔

صلح حدیبیہ سے پہلے اور بعد میں انفاق اور قتال کے اجر و ثواب میں تفاوت کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ صلح حدیبیہ سے پہلے خاص طور پر مکی دور میں ایمان لانا، انفاق کرنا بہت ہی زیادہ باعث خطر تھا، بلکہ یہ جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ یہ ہر طرح کے مصائب اور خطرات کو دعوت دینے والی بات تھی۔ لہٰذا جو لوگ اس وقت ایمان لائے اور جہاد و قتال کے معرکوں میں شرکت کی اُن کا درجۂ ایمان بہت بلند ہے۔ اس کے برعکس جن لوگوں نے صلح حدیبیہ کے بعد انفاق اور قتال کیا جبکہ اسلام اپنی اجنبیت کے دور سے نکل کر قوت اور طاقت حاصل کر چکا تھا، اُن کا درجہ پہلے والوں سے کم ہوگا۔

دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ صلح حدیبیہ سے پہلے انفاق و قتال

کرنے والوں کا درجہ بعد میں خرچ کرنے اور قتال کرنے والوں سے بہت بڑھ کر ہے۔ یہی بات اس سے پہلے ہم سورۃ الرحمٰن میں پڑھ چکے ہیں، جس کی تشریح پھر سورۃ الواقعہ میں سابقون الاولون اور اصحب الیمین کے حوالے سے آئی ہے۔ سابقون الاولون کا بہت ہی اونچا درجہ ہے، اس کے بعد درجہ اصحاب الیمین کا ہے۔ لیکن اس فرق کے باوجود یہ بات واضح فرمادی کہ

﴿ وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی ط﴾

’’اور اللہ نے سب سے (ثواب) نیک (کا) وعدہ تو کیا ہے۔‘‘

یعنی اللہ تعالیٰ کا سب کے لئے اچھا وعدہ ہے۔ اللہ سب کو اجر و ثواب سے نوازے گا۔

﴿ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (۱۰)﴾

’’اور جو کام تم کرتے ہو اللہ ان سے واقف ہے۔‘‘

یعنی اللہ تعالیٰ اس بات سے خوب آگاہ ہے کہ کس نے کون سا عمل کس حالت میں کیا ہے۔ اس نے اس کام کی انجام دہی کے لئے اپنی کتنی اندرونی رکاوٹوں کے اوپر غلبہ حاصل کیا ہے اور اُسے اس کے لئے کتنی جدوجہد کرنا پڑی ہے۔ خارجی حالات اور داخلی حالات دونوں کے اعتبارات سے کسی بھی عمل کی قدر و قیمت کا یقین ہوگا۔ لہٰذا یہ یقین رکھو کہ جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے آگاہ ہے۔ تمہارے عمل کا ہر ہر پہلو اس کی نگاہ میں ہے۔

آگے فرمایا:

﴿ مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ وَلَہٗٓ اَجْرٌ کَرِیْمٌ (۱۱)﴾

’’کون ہے جو اللہ کو (نیت) نیک (اور خلوص سے) قرض دے تو وہ اس کو اس سے دگنا ادا کرے اور اس کے لئے عزت کا صلہ (یعنی جنت) ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کی ذات کتنی کریم ہے کہ اگر آدمی اس کے بخشے ہوئے مال کو اس کی راہ میں خرچ کرے تو وہ اس کو اپنے ذمہ قرض قرار دیتا ہے بشرطیکہ وہ قرض حسن ہو یعنی اللہ کی رضا کے لئے، اللہ کی راہ میں، اللہ کے دین کے غلبہ کے لئے دیا جائے۔ اگرچہ انسانی ہمدردی کے کاموں میں مال خرچ کرنا بھی اللہ کو بہت پسند ہے، اس کا بڑا اجر و ثواب ہے۔ لیکن اِس ضمن میں دین کے غلبہ کے لئے مال خرچ کرنے کی خصوصی اہمیت ہے۔ اور جو شخص اللہ کو قرض حسن دے، اللہ اُسے کئی گنا بڑھا کر واپس کرے گا۔ ایسے شخص کے لئے بہت باعزت اجر ہو گا۔ حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اور حضور ﷺ کی زبان مبارک سے لوگوں نے اس کو سنا تو حضرت ابوالدحداح انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ، کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض چاہتا ہے؟ حضور ﷺ نے جواب دیا، ہاں اے ابوالدحداح۔ انہوں نے کہا، ذرا اپنا ہاتھ مجھے دکھایئے۔ آپؐ نے اپنا ہاتھ ان کی طرف بڑھا دیا۔ انہوں نے آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا: ’’میں نے اپنے رب کو اپنا باغ قرض دے دیا‘‘ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ اُس باغ میں کھجور کے چھ سو درخت تھے، اُسی میں ان کا گھر تھا، وہیں ان کے بال بچے رہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے یہ بات کر کے وہ سیدھے گھر پہنچے اور بیوی کو پکار کر کہا: ’’دحداح کی ماں نکل آؤ، میں نے یہ باغ اپنے رب کو قرض دے دیا ہے۔‘‘ وہ بولیں ’’تم نے نفع کا سودا کیا وحداح کے باپ: ’’اور اسی وقت اپنا سامان اور اپنے بچے لے کر باغ سے نکل گئیں۔‘‘ (ابن ابی حاتم)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی راہ میں جان و مال کے انفاق کی توفیق عطا فرمائے، (آمین) [مرتب: محبوب الحق عاجز]

☆☆☆☆☆

اس کی امیدیں قلیل اس کے مقاصد جلیل!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

حکومت سازی کے مرحلے میں لپک لپک کر چھوٹی پارٹیاں، ارکان حزب اقتدار میں شامل ہو رہی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ بالآخر اپوزیشن میں صرف عوام الناس بیٹھے رہ جائیں۔ یہ اندیشہ اپنی جگہ رہے گا کہ آنے والے اپنی قیمت بھی وصول کریں گے اور بالآخر وزارتوں کے تقاضے پھر ایک بھاری بھر کم کابینہ کا سبب بنیں گے۔ گاڑیوں، مراعات، قرضے، تزئین و آرائش کی مد میں قوم کے پیٹ پر بندھے پتھروں میں مزید اضافہ ہوگا۔ بجلی کا جھٹکا تو پہلے ہی لگ چکا۔ پہلا تحفہ قبل از حکومت 5.80 روپے فی یونٹ کا اضافہ ہو گیا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ اتحاد کیا واقعی سر جوڑ کر قوم کو دلدل سے نکالنے کا اتحاد ہے یا پرانے عادی، اتحاد کا کمیشن وصول کرنے کو کچے دھاگے سے بندھے چلے آ رہے ہیں۔

کیا حرج ہے اگر اس مرحلے پر اپنی شاندار تاریخ کے کچھ اسباق دوہرا لیے جائیں۔ آسمان سے نازل کردہ عالی شان تعلیم و تربیت کے گہر پارے سامنے رکھ کر نئے دور کا آغاز کیا جائے۔ قومی خزانہ، اموال و وسائل کی حیثیت اور نزاکت تازہ کر لی جائے۔ مال یتیم کے مترادف عوام کی یہ امانت چھونے والوں، برتنے والوں کے لیے آگ کے انگارے ہیں۔ (اگر ناروا تصرف کا ارتکاب کیا جائے) ایک سیٹ جیت کر اس سے نسلوں کے مال و اسباب کا سامان کرنے والے سیاست دان تاریخ کا صرف ایک منظر تازہ کر لیں۔ عمر بن عبدالعزیزؒ، مسند خلافت پر بیٹھنے سے قبل بے مثل شہزادگی کی زندگی گزارنے والے تھے۔ اپنے دور کے سب سے زیادہ خوش لباس اور جامہ زیب، معطر رہنے والے جو عیش و تنعم میں پلے تھے۔ خلافت، حکومت کا بار سر پر آتے ہی عمر بن عبدالعزیزؒ کی زندگی بالکل بدل گئی۔ حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کا قالب اختیار کر لیا۔ 'حلف برداری' کے بعد گھر آئے تو بار عظیم کی ذمہ داری سے چہرہ متفکر اور پریشان تھا۔ پوچھے جانے پر وجہ بتائی: اس سے بڑھ کر فکر و تشویش کی بات کیا ہوگی کہ مشرق و مغرب میں امت محمدیہؐ کا کوئی فرد ایسا نہیں جس کا مجھ پر حق نہ ہو اور بغیر مطالبہ و اطلاع کے اس کا ادا کرنا مجھ پر فرض نہ ہو۔ یہ فکر ''عوام'' یا ''ووٹ بینک'' کے آگے جوابدہی کی نہ تھی۔ اس سے بہت اونچے درجے کا غم تھا۔ اس رب کے حضور جوابدہی کا غم جو مالک یوم الدین ہے۔ ایک عام فرد اپنی ذات کی حد تک جوابدہ ہوتا ہے۔ قوم کا سربراہ پوری قوم کے لیے جوابدہ ہوتا ہے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس خلافت کی سرکاری سواریاں لائی گئیں۔ اتنی سواریاں کہ ان کی رفتار سے زمین دہل جائے۔ قطار اندر قطار گھوڑے جن پر سوار تلواریں سونتے ہوئے ہیں۔ (سکیورٹی کی بارات!) آگے آگے محافظ دستے کا افسر چل رہا ہے۔ عمرؒ نے کہا مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔ میں بھی دیگر مسلمانوں کی طرح ایک مسلمان ہوں۔ پھر آپ اپنے خچر پر سوار ہوئے اور ان سب کو سبکدوش کر دیا! بیش قیمت کپڑے اتار پھینکے۔ آٹھ درہم کی چادر اوڑھ لی۔ اپنی برتنے کی چیزیں، سواریاں، کپڑے عطر فروخت کر دیے۔ یہ سب 24 ہزار اشرفیوں میں فروخت ہوا۔ یہ سارا پیسہ بیت المال میں جمع کروا دیا۔

قبل ازیں رعایا کی آزادی ختم ہو چکی تھی۔ عوام کی آواز دب چکی تھی۔ بیت المال ذاتی خزانہ بن چکا تھا۔ بدعنوانیاں عروج پر تھیں۔ شاہی خاندان کے ارکان و امراء (سیاست دانوں) کے قبضے میں کروڑوں کی جاگیریں تھیں۔ افسر شاہی، عمال و حکام پر کوئی احتساب و مواخذہ نہ تھا۔ اسلامی خلافت کی روح مردہ ہو چکی تھی۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے اصلاحات کی ابتداء اپنی ذات سے کی۔ ان کے پاس بڑی موروثی جاگیر تھی۔ واپس کی تو خیر خواہوں نے کہا، اولاد کا کیا انتظام کریں گے۔ فرمایا: ''میں ان کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔'' اپنی اور اپنے پورے خاندان کی ایک ایک جاگیر واپس کر دی حتیٰ ایک نگینہ تک نہ رہنے دیا۔ بیوی، فاطمہ وہ تھیں جو خود شہزادی تھیں۔ خلیفہ کی پوتی، خلیفہ کی بیٹی، خلیفہ کی ہمشیرہ اور اب خلیفہ کی بیوی۔ عمرؒ بن عبدالعزیز نے ان کے تمام جواہرات و زیورات بیت المال میں جمع کروا دیے حتیٰ کہ جب مسلمانوں کو پیسوں کی ضرورت پڑتی تو آپ یہ مال ان پر خرچ کر دیتے تھے! فاطمہ بھی شوہر کی رضا پر راضی پرہیزگاری کے سانچے میں ڈھل گئیں۔ خاتون اوّل۔! مال و اسباب اور ملکیت کے اعتبار سے ملک کی خاتون آخر بن چکی تھیں۔ آپ کی بچی نے ایک موتی بھیج کر درخواست کی کہ آپ مناسب سمجھیں تو اس جیسا ایک موتی بھیج دیں، تاکہ میں دونوں کانوں میں موتی پہن سکوں! جواب میں بیٹی کو دو انگارے بھیج دیے۔ اگر تم یہ کانوں میں پہننا گوارا کر سکتی ہو تو میں موتی کا جوڑا ابھی بھیجے دیتا ہوں! اللہ کے غضب کا خوف وہ روشنی ہے جس کی جگمگاہٹیں ان کے طول و عرض کو منور رکھتی تھیں اور ادھر ہم ہیں، گھپ اندھیروں، ایمان و عمل کی لوڈشیڈنگ کے دور کے باسی!

حضرت عمرؒ نے سارے ناجائز ٹیکس موقوف کیے۔ افسران، عمال کے غیر ضروری مصارف بند کیے۔ شیر خوار بچوں کے وظائف مقرر کیے۔ فقراء و مساکین کے لیے لنگر قائم کیے۔ فوری اثرات مرتب ہوئے۔ رعایا آسودہ حال ہو گئی۔ ایک ہی سال میں یہ حال ہو گیا کہ صدقہ لینے والے، دوسرے سال صدقہ دینے کے قابل ہو گئے۔ غربت و افلاس کا نام و نشان مٹ گیا۔ حاجت مند ڈھونڈے سے نہ ملتا تھا۔ اور ذرا توجہ سے پڑھیے۔ والی خراسان نے لکھا: ''اہل خراسان کو کوڑے اور تلوار کے سوا (بمباری توپ خانے اور ڈرون کے سوا) کوئی چیز درست نہیں کر سکتی۔ اجازت مرحمت فرمائیے۔'' حضرت عمرؒ نے فرمایا: ''بالکل غلط ہے، ان کو حق اور عدل درست کر سکتا ہے جہاں تک ممکن ہو اسے عام کرو۔'' ذمیوں کے حقوق کی جیسی حفاظت کی، نرمی برتی وہ بے مثل تھی۔ حکم دیا، ان میں جو بوڑھا اور نادار ہو جائے اس کی کفالت کا انتظام کرو۔ کوئی مسلمان ان کے مال پر دست درازی کی مجال نہ رکھتا تھا۔ ملک بھر میں عوام کی سہولت کے لیے سرائیں بنوائیں۔ جو مسلمان ادھر سے گزرے (موٹر وے سے) ایک دن رات اس کی میزبانی کی جائے۔ جس کے پاس گھر تک پہنچنے کا سامان نہ ہو اس کا سامان کیا جائے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ''فلاحی مملکت'' (جس کی بنیاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی) کا احیاء دوبارہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے کیا۔ ہمارے سیاستدان اور دانشور جب بھی فلاحی مملکت کا ذکر کرتے ہیں

(باقی صفحہ 15 پر)

بدلتا ہوا کراچی اور ایم کیو ایم کی تطہیر

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

شرکاء: سلمان غنی (ایڈیٹر روزنامہ ''دنیا'')
ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)
میزبان: وسیم احمد

سوال: الیکشن 2013ء کی شفافیت کے حوالے سے ہر جماعت کی طرف اعتراضات اُٹھائے جا رہے ہیں۔ عمران خان نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ ان انتخابات میں 1977ء سے زیادہ دھاندلی ہوئی ہے۔ بحیثیت سینئر صحافی اور تجزیہ نگار اس حوالے سے آپ کی کیا رائے ہے؟

سلمان غنی: موجودہ الیکشن کے حوالے سے سوالات تو کھڑے ہوئے ہیں، لیکن یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ دھاندلی کے ان واقعات میں انفرادی طور پر لوگ ملوث ہوئے ہیں لیکن ادارے ملوث نہیں ہیں۔ ان الیکشن میں روپے پیسے کا اندھا دھند استعمال ہوا ہے، جو الیکشن کمیشن کی ہدایات کے برخلاف ہے۔ اس اعتبار سے یہ کہنا درست ہوگا کہ الیکشن کمیشن بری طرح ناکام ہوا ہے۔ انتخابی نتائج آنے کے بعد ان معاملات میں الجھنا بے معنی ہے۔ ان الیکشنز میں سیاسی جماعتوں کو جو مینڈیٹ ملا ہے وہ بہت خوبصورت ہے۔ سندھ میں پیپلز پارٹی، خیبر پختونخوا میں تحریک انصاف، جماعت اسلامی، پنجاب میں مسلم لیگ ''ن''، جبکہ بلوچستان میں مسلم لیگ ''ن''، پیپلز پارٹی اور دوسری جماعتیں ہیں۔ اس صورت میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ڈیلیور کرنے پر توجہ دی جائے۔

سوال: یہ تو منقسم مینڈیٹ ہے۔ کیا اس سے بہتری کی اُمید رکھی جا سکتی ہے؟

سلمان غنی: نواز شریف کو سادہ اکثریت مل گئی ہے۔ دنیا میں انتخابات کے انعقاد کے بعد ملکوں میں استحکام آتا ہے۔ ہمارے ہاں دھاندلی کا نعرہ لگا کر کنفیوژن پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس دھاندلی میں کوئی ادارہ شامل نہیں ہے۔ دھاندلی کے الزامات تو ہر جماعت کی طرف سے لگائے جا رہے ہیں جس کا مطلب ہے کہ اس میں کوئی سیاسی جماعت ملوث نہیں ہے۔ اُمید ہے کچھ دنوں میں یہ معاملہ جھاگ کی طرح بیٹھ جائے گا۔ اب ان جماعتوں کے درمیان مقابلہ صرف قومی اور عوامی مسائل کے حل کے حوالے سے ہونا چاہیے۔ پاکستان اس وقت مسائل کی آگ میں جل رہا ہے۔ جن میں دہشت گردی صفِ اوّل کا مسئلہ ہے، اس نے ہمارا تجارتی اور صنعتی عمل تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ بے روزگاری اور توانائی کا بحران سب کے سامنے ہے۔ اکیسویں صدی کا نیوکلیئر پاکستان اندھیروں میں ڈوبا ہوا ہے۔ سابقہ حکومت بدترین آمریت سے بھی بُری تھی۔ گزشتہ حکومت دراصل اس لیے قائم ہوئی تھی کہ جنرل پرویز مشرف کی پالیسیوں کا تسلسل برقرار رکھا جائے۔ اس پالیسی کے تسلسل نے پاکستان کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ دہشت گردی کی امریکی جنگ پاکستان کی جنگ نہیں۔ یہ بات نہ صرف پارلیمنٹ کی قراردادوں میں کہی گئی بلکہ جمعیت علمائے اسلام (ف) اور اے این پی کی آل پارٹیز کانفرنس میں بھی یہی کہا گیا کہ اس پالیسی پر نظرثانی ہونی چاہیے۔ نواز شریف کے لیے سب سے بڑا چیلنج یہی فیصلہ ہوگا کہ وہ دہشت گردی کی اس جنگ سے کس طرح جان چھڑاتے ہیں۔ امریکہ خود تو یہاں سے پتھر چاٹ کر جا رہا ہے اور اپنی شکست کا ملبہ پاکستان پر ڈال رہا ہے۔ افسوس اسلام آباد میں ہمارے اعلیٰ عہدیدار یہ کہتے دکھائی دیتے ہیں کہ اگر ہم نے خود کو اس جنگ سے علیحدہ کر لیا تو ڈالر کہاں سے آئیں گے۔ سب کو معلوم ہے کہ یہ ڈالر پاکستانی عوام پر خرچ نہیں ہوتے، بلکہ ان عہدیداروں کی اپنی عیاشیوں پر خرچ ہوتے ہیں۔ بہرحال اس اہم مسئلے کے حوالے سے نئی حکومت سیاسی جماعتوں اور پارلیمنٹ کی متفقہ قراردادوں کو مشعل راہ بنائے اور پارلیمنٹ کے ذریعے قومی مفادات کو سامنے رکھ کر فیصلے کرے۔ اس جنگ میں ہماری فوج کا بھی نقصان ہوا ہے۔ چالیس ہزار جوان شہید ہوئے ہیں۔ لہٰذا نئی حکومت کو فیصلہ کرنا چاہیے کہ یہ جنگ ہماری نہیں اور اب ہم مزید اس جنگ کا حصہ بننے کو تیار نہیں۔

سوال: الیکشن 2013ء میں پاکستان تحریک انصاف نے کراچی میں بہت بڑی تعداد میں ووٹ لے کر ایم کیو ایم کا سحر توڑا ہے۔ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

ایوب بیگ مرزا: دھاندلی میں اداروں کے ملوث نہ ہونے کی بات ایک حد تک صحیح ہے لیکن ان انتخابات میں ایک نیا ادارہ سامنے آیا ہے، جس کا براہِ راست الیکشن سے تعلق نہیں، لیکن وہ دھاندلی میں ملوث ہوا ہے۔ یہ ہمارا تعلیمی ادارہ ہے، جس پر سب سے زیادہ انگلیاں اُٹھ رہی ہیں کہ دھاندلی ان کے ذریعے ہوئی ہے۔ تعلیمی اداروں سے وابستہ لوگوں کی اکثریت پولنگ سٹیشنز پر تعینات ہوتی ہے۔ اگرچہ دوسرے سرکاری اداروں کے عملہ کی ڈیوٹیاں بھی لگتی ہیں لیکن ان کی تعداد پولنگ سٹیشنز پر نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔ اس بار دھاندلی چھوٹی سطح پر نہیں ہوئی بلکہ بہت بڑے پیمانے پر ہوئی ہے۔ عام خیال یہ تھا کہ مسلم لیگ ''ن'' کی نشستیں 90 کے لگ بھگ ہوں گی۔ یہی بات عمران خان کی طرف سے آئی کہ 25 یا 30 سیٹوں پر بے ضابطگی ہوئی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اب ان بحثوں میں الجھنے کی بجائے آگے کی طرف دیکھنا چاہیے۔ اس وقت ہم جن مسائل کا شکار ہیں ان حالات میں سیاسی جماعتوں کی کشمکش ہمارے لیے تباہ کن ثابت ہوگی۔ جہاں تک کراچی میں عمران خان کے ووٹ کا سوال ہے تو میں یہ کہوں گا کہ درحقیقت کراچی میں 1985ء سے آج تک الیکشن ہوا ہی نہیں، وہاں تو سلیکشن ہوتا رہا ہے۔ اب جو صورتِ حال آئی ہے اس کے حوالے سے میری تجویز ہے کہ ایم کیو ایم کے اُمیدواروں کی فہرست لے کر انھیں بلا مقابلہ کامیاب قرار دے دیا جانا چاہیے۔ یہی صورتِ حال کراچی میں امن کا باعث بن سکتی ہے۔

سلمان غنی: یہ تو جنگل کے قانون والی بات ہے۔ کراچی جیتا جاگتا پاکستان ہے۔ کراچی کے عوام بڑے باشعور ہیں۔ اس بار کے انتخابی نتائج نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: دیکھیے، ایک بار ایم کیو ایم کے اُمیدوار نے ایک لاکھ نوے ہزار ووٹ لیے جبکہ مخالف اُمیدوار کا ووٹ صفر تھا۔ کم از کم اس کا ایک ووٹ تو اس کے حق میں نکلنا چاہیے تھا۔ اس اعتبار سے وہاں سلیکشن ہوتی رہی ہے۔ ان انتخابات میں بھی سلیکشن ہوئی ہے۔

لیکن تحریک انصاف اور جماعت اسلامی نے وہاں بڑی جرأت کا مظاہرہ کیا ہے۔ جس طرح وہاں ان کی کوششوں سے ووٹ کاسٹ ہوا ہے۔ تقریباً سات سے آٹھ لاکھ تک تحریک انصاف نے کراچی سے ووٹ حاصل کیے ہیں۔ یہ بہت بڑی تبدیلی ہے۔ یہ بات درست معلوم ہوتی ہے کہ کراچی میں ایم کیو ایم کا سحر ٹوٹ رہا ہے۔ ایم کیو ایم کے اندر یہ جو اتنی چیخ و پکار ہو رہی ہے، رابطہ کمیٹیاں اور انتظامی کمیٹیاں توڑ دی گئی ہیں، یہ اسی لئے یہ ہے کہ وہ جان چکے ہیں کہ ان کا زوال شروع ہو چکا ہے۔ اس حوالے سے تحریکِ انصاف اور جماعت اسلامی لائق مبارک باد ہیں کہ انہوں نے ایم کیو ایم کا سحر توڑنے کی بنیاد رکھ دی ہے۔ اگر تحریک انصاف اور جماعتِ اسلامی ان کی غنڈہ گردی سے ڈر کر اس معاملے کو یہیں روک دیا تو وہ دوبارہ مستحکم ہوگی اور کراچی ایک بار پھر یرغمال ہو جائے گا۔ اگر یہ دونوں جماعتیں عدم تشدد کی پالیسی اختیار کرتے ہوئے اپنے مطالبات پر ڈٹی رہیں تو مستقبل میں کراچی پر صرف ایک جماعت کا قبضہ نہیں رہے گا اور جمہوری فضا میں صحت مند مقابلہ کا رجحان پیدا ہوگا۔

> **کراچی کے حالات کو بہتر بنانے کے لیے دوسرے اقدامات کے ساتھ فوجی آپریشن کرنا بھی ضروری ہے۔ جو شخص بھی قتل و غارت میں ملوث ہو خواہ اس کا تعلق ایم کیو ایم سے ہو یا کسی اور جماعت سے اس کے گرد قانون کا شکنجہ کسا جانا چاہیے**

سلمان غنی : کراچی میں سابقہ دورِ حکومت میں جتنے لوگ ٹارگٹ کلنگ میں مارے گئے اتنے تو امریکا کے ڈرون حملوں میں نہیں مارے گئے۔ پچھلے پانچ سالوں میں ساڑھے چار ہزار لوگ کراچی میں مارے گئے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ کوئی ادارہ جواب دہ نہیں تھا۔ ایف آئی آر درج کرنے کے لیے ہدایات جہاں سے آتی تھیں سب کو پتہ ہے۔ جب ریاست اپنے لوگوں کو کھانا شروع کر دے اور حکومتیں لوگوں کو ٹارگٹ کر رہی ہوں تو نتیجہ انارکی کے سوا کچھ اور نہیں نکلتا۔ نئی حکومت اب یہاں کے معاملات کی ذمہ دار ہوگی۔ نواز شریف یہ کہہ کر اپنی ذمہ داری سے فارغ نہیں ہو سکتے کہ یہاں پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کی حکومت بن رہی ہے۔ درحقیقت اس کے لیے وفاقی حکومت جواب دہ ہے۔ اگر کراچی کے حالات سے اسلام آباد نے پہلوتہی برتی تو پھر ان کا انجام بھی ٹھیک نہیں ہوگا۔ پہلے بھی مجرمانہ غفلت اسلام آباد نے برتی ہے۔ پچھلے پانچ سالوں میں کراچی میں قتل و غارت کا بازار گرم رہا ہے اور وزیر داخلہ رحمان ملک جو تماش بینی کرتے رہے اور جو کھیل کھیلتے رہے وہ ساری قوم کے سامنے ہے۔ اب کراچی کے حالات کو بہتر بنانے کے لیے دوسرے اقدامات کے ساتھ فوجی آپریشن کرنا بھی ضروری ہوگا۔ میں فوجی آپریشن کے خلاف ہوں۔ لیکن جو شخص قتل و غارت میں ملوث ہے خواہ اس کا تعلق ایم کیو ایم سے ہو یا کسی اور جماعت سے اس کے گرد قانون کا شکنجہ کسا جانا چاہیے۔ جس دن یہ کام ہو گیا حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔ اس کام کے لیے مضبوط قوت ارادی کے ساتھ فیصلہ کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ معاملہ پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔ کراچی میں سندھی، پنجابی، بلوچی، مہاجر اور پٹھان رہتے ہیں۔ اس اعتبار سے کراچی منی پاکستان ہے۔ جب تک کراچی میں امن نہیں ہوگا پاکستان میں امن نہیں ہوگا۔

سوال : الطاف حسین کے حالیہ بوکھلاہٹ آمیز بیانات سے ایم کیو ایم میں دھڑے بندی ہوتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ کیا الطاف حسین اس نازک مرحلے پر پارٹی کو متحد رکھ پائیں گے؟

سلمان غنی : کراچی میں ایک نئی سیاسی قوت تحریک انصاف کی صورت میں اپنی جگہ بنا رہی ہے۔ عمران خان نے 12 مئی کے واقعات پر تین سال پہلے بھی آواز اُٹھائی تھی۔ آپ کو یاد ہوگا عمران خان کو کراچی سے واپس بھجوا دیا گیا تھا۔ عمران خان نے جو قدم اُٹھایا ہے انھیں اب پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے۔ جماعتِ اسلامی کو بھی ساتھ دینا چاہیے۔ این اے 250 میں تحریک انصاف کا کچھ پولنگ سٹیشنز پر دوبارہ پولنگ کا مطالبہ ایک سیاسی مطالبہ تھا۔ اس کے جواب میں الطاف حسین نے جو زبان استعمال کی وہ ناشائستہ تھی۔ زہرہ شاہد کا قتل بھی پیغام تھا کہ پولنگ سٹیشن پر کوئی نہ جائے۔ اگر اس قتل کی تحقیقات ہوئیں تو بات بہت دور تک جائے گی۔ ہمارے ریاستی ادارے کراچی کے اندر ہونے والے قتل و غارت میں ملوث ہیں۔ یہ سلسلہ آج کا نہیں ہے بلکہ سالہا سال سے جاری ہے۔

سوال : عمران خان نے زہرہ شاہد کے قتل کا الزام بغیر کسی تحقیق کے 10 منٹ بعد براہ راست الطاف حسین پر کیوں لگا دیا؟

سلمان غنی : دیکھئے، الطاف حسین نے عمران خان کے بارے میں جو کچھ کہا وہ کسی طور درست نہیں۔ جواباً عمران خان نے جو کہا وہ بھی مناسب نہیں تھا۔ سیاسی قیادت کو معاملات بڑے تدبر سے آگے لے کر چلنا چاہیے، تاکہ عوام کے جذبات ٹھنڈے رہیں اور درجہ حرارت میں اضافہ نہ ہو۔ دراصل ایک ذہنیت انتخابات سے پہلے انتخابات پر اثر انداز ہونے کے لیے سرگرم تھی۔ آخر کیا وجہ ہے کہ انتخابات کو دس دن نہیں گزرے اور پاکستان میں درجہ حرارت میں اضافہ کیا جا رہا ہے اور انتشار بڑھ رہا ہے۔ انتشار پاکستان کے دشمن کا ایجنڈا ہے۔ پاکستان میں جس قدر انتشار اور عدم استحکام ہوگا، دشمن خوش ہوگا۔ ہمارے پاس شواہد موجود ہیں کہ اس کام کے لیے دشمن قوتیں اربوں ڈالر خرچ کرتی ہیں۔ انھیں پتہ ہے کہ جس دن یہ لوگ ایک قوم بن گئے یہ ہمارے سامنے کھڑے ہو جائیں گے۔ لہٰذا انھیں فرقوں اور برادریوں میں تقسیم کر کے رکھا جائے۔ ہمارا پڑوسی ملک ایران ایک قوم کی صورت میں موجود ہے۔ امریکا نے وہاں بھی ایک ڈرون حملہ کیا تھا۔ انہوں نے ڈرون گرا دیا تھا۔ آج اگر ہم ایک قوم بن جائیں تو انڈیا ہو، امریکا ہو یا دیگر دشمن قوتیں جو ہمیں تقسیم کرنے کے لیے اربوں ڈالر خرچ کر رہی ہیں اور جو ہمارے ہاں ہونے والی دہشت گردی کے واقعات میں ملوث ہیں وہ اپنے ایجنڈے میں ناکام ہوں گی۔

سوال : الطاف حسین کے حالیہ بیانات پر برٹش گورنمنٹ کو ملنے والی شکایات پر الطاف حسین کے خلاف قانونی کارروائی ہوگی یا نہیں؟

ایوب بیگ مرزا : عمران خان نے اس معاملے میں بالکل درست کہا ہے کہ برطانوی حکومت بھی ذمہ دار ہے، کیونکہ اگر وہ الطاف حسین کے خلاف کارروائی نہیں کرتی تو وہ ایک مجرم کا ساتھ دینے کی وجہ سے اس کے جرم میں برابر کی شریک ہے۔ برطانیہ میں پولیس تفتیش کے بعد رپورٹ بنا کر سیاسی حکومت کے حوالے کر دیتی ہے۔ پولیس کی رپورٹ میں مجرم کی نشاندہی کر دی جاتی ہے۔ عمران فاروق قتل کیس میں بھی پولیس اپنی رپورٹ دے چکی ہے۔ اب وہاں کی حکومت کا اپنا سیاسی ایجنڈا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ انہوں نے ایم کیو ایم اور الطاف حسین کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنا ہے۔ برطانیہ خود امریکی ایجنڈے پر عمل کر رہا ہوتا ہے، اس لیے

برطانوی حکومت ایکشن لینے سے گریزاں ہے۔ یہ وہاں کا قانون ہے کہ پولیس اپنی رپورٹ حکومت کو پیش کرنے کے بعد اس معاملے میں مداخلت نہیں کرتی۔

> **نواز شریف کو اپنے ایک حالیہ بیان میں یہ نہیں کہنا چاہیے تھا کہ پاکستان اور بھارت کے کلچر میں کوئی فرق نہیں۔ نہ جانے انہوں نے اتنی بڑی بے بنیاد بات بغیر سوچے سمجھے کیسے کہہ دی**

سلمان غنی : بیرونی طاقتوں کا ایجنڈا اپنی جگہ لیکن ہمارا اپنا ایجنڈا بھی ہونا چاہیے۔ اگر ہم اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کا فیصلہ کرلیں تو کوئی بیرونی قوت ہمیں کمزور کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتی۔ کراچی میں قتل و غارت کا کھیل روکنے کے لیے تمام سیاسی جماعتوں کو متحد ہونا پڑے گا۔ سب سے بڑی ذمہ داری ریاستی اداروں کی ہے۔ حکومتیں عوام کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔ کراچی میں بھتے ریاستی اداروں کی سرپرستی کے بغیر وصول نہیں کیے جاسکتے۔ بے نظیر بھٹو کی حکومت جب دوبار ختم ہوئی تو ان کے خلاف چارج شیٹ میں پہلی چیز یہی تھی کہ ان کی حکومت کراچی کی صورتِ حال کو قابو کرنے میں ناکام رہی ہے۔ میرے خیال میں اس مسئلے کی اصل وجہ یہی ہے کہ اسلام آباد خاموش تماشائی کا کردار ادا کرتا رہا ہے۔ اب ہمیں ماضی سے سبق حاصل کرکے آگے بڑھنا چاہیے اور کراچی کو غنڈوں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اس حوالے سے سپریم کورٹ کا فیصلہ نئی حکومت کی رہنمائی کرسکتا ہے۔ نواز شریف اس فیصلے کو بنیاد بنا کر ریاستی اداروں کو سرگرم کریں اور جو بدمعاشی کرتا ہے، جو کراچی کے تاجروں کو لوٹتا ہے، جو کراچی کے عوام کے قتل و غارت میں ملوث ہے خواہ اس کا کسی جماعت سے تعلق ہو، اس پر قانون لاگو ہونا چاہیے۔ قانون کی گرفت سے ہی اس مسئلے پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

سوال : حلقہ NA250 میں ایم کیو ایم کی طرف سے بائیکاٹ کی اصل وجہ کیا تھی؟

سلمان غنی : یہ صرف این اے 250 کا مسئلہ نہیں ہے، ایم کیو ایم نے واقعتاً پورے کراچی کو یرغمال بنایا ہوا ہے۔ اب ایم کیو ایم کے قدم اُکھڑ رہے ہیں۔ تحریک انصاف نے کراچی سے چھ لاکھ ووٹ سے زائد لیے ہیں جبکہ وہ ایم کیو ایم کے خوف کی فضا میں ڈالے گئے۔ لوگوں کو پولنگ اسٹیشنز پر جانے سے منع کیا گیا لیکن ایک بہت بڑی تعداد ہمت کر کے پولنگ بوتھوں پر پہنچی۔ اگرچہ ووٹر کی تعداد زیادہ نہ تھی لیکن لوگوں نے اس خوف کی فضا میں بہت ہمت سے کام لیا۔ یہ ایم کیو ایم کے لیے کسی چیلنج سے کم نہیں۔ پاکستان کی سیاست میں جو نیا فیکٹر سامنے آیا ہے اس کا کریڈیٹ عمران خان کو جاتا ہے۔ انہوں نے پاکستان میں سیاسی تبدیلی کی بات کی اور نوجوانوں کی اہمیت اور حیثیت کی بات کی۔ چنانچہ دیکھ لیجیے، پوری انتخابی مہم میں ہر جماعت نے تبدیلی اور نوجوانوں ہی کی بات کی۔ جس طرح نوجوانوں نے سوشل میڈیا اور دوسرے طریقوں سے سیاسی عمل میں حصہ لیا، میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پاکستان میں انقلاب آئے گا۔ پاکستان میں لوٹ کھسوٹ کا سسٹم 65 سالوں سے موجود ہے۔ پچھلے پانچ سالہ دورِ حکومت میں یہ کرپشن عروج پر تھی۔ جو جتنا بڑا کرپٹ تھا اتنے بڑے منصب پر تھا۔ لیکن آج پیپلز پارٹی جیسی جماعت اپنے انجام کو پہنچ گئی ہے۔ نواز شریف کے پاس آخری موقع ہے۔ اب انھیں ڈیلیور کرنا پڑے گا۔ اگرچہ گزشتہ دور میں پنجاب میں ان کی حکومت تھی، لیکن اس وقت ان کے پاس کہنے کے لیے یہ تھا کہ وفاق کچھ کرنے نہیں دیتا۔ اب گیند ان کے کورٹ میں ہے۔ اب غلطی کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور وقت بہت کم ہے۔

سوال : نواز شریف کی ترجیحات کیا ہوں گی۔ انڈیا کے حوالے سے ان کا جھکاؤ بڑا واضح ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

سلمان غنی : انڈیا کے حوالے سے میں ان کی نیت پر شک نہیں کرتا۔ نواز شریف کا ریکارڈ اس حوالے سے بڑا اچھا ہے۔ انہوں نے جب ایٹمی دھماکے کیے تو ان پر بڑا دباؤ تھا اور انھیں بڑی پیش کشیں کی گئیں۔ انھیں اس طرح کی دھمکی آمیز کال بھی آئی تھی جیسی کال پر ہمارا کمانڈو صدر ڈھیر ہوگیا تھا۔ نواز شریف نے اس وقت جو فیصلہ کیا وہ جرأت مندانہ تھا۔ یہ بات درست ہے کہ بھارت کی طرف ان کا جھکاؤ ہے، لیکن میرا خیال ہے کہ وہ قومی معاملات پر کبھی سمجھوتا نہیں کریں گے۔ بھارت سے بات چیت ہونی چاہیے لیکن کشمیر، پانی کا مسئلہ اور سیاچن جیسے معاملات طے ہونے پر سمجھوتہ نہ کیا جائے۔ میرے خیال میں نواز شریف ان معاملات پر کوئی سمجھوتا کرنے کے لیے تیار نہ ہوں گے۔

ایوب بیگ مرزا : نواز شریف کو اپنے ایک حالیہ بیان میں یہ نہیں کہنا چاہیے تھا کہ پاکستان اور بھارت کے کلچر میں کوئی فرق نہیں۔ نہ جانے انہوں نے اتنی بڑی بے بنیاد بات بغیر سوچے سمجھے کیسے کہہ دی۔ یہ بہت خطرناک بات ہے۔ گویا آپ تحریک پاکستان، دو قومی نظریہ اور قائداعظم کی مخالفت کر رہے ہیں۔ تحریک پاکستان کی بنیاد یہی بات تھی کہ ہمارے اور ہندو کے کلچر، رہن سہن، لباس اور بودوباش میں بنیادی فرق ہے۔ اس لیے ہم اور ہندو اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ انھیں بھارت کے حوالے سے کوئی بات بہت سوچ سمجھ کر منہ سے نکالنا چاہیے کیونکہ وہ وزیراعظم کا حلف اُٹھانے والے ہیں اور اس حوالے سے وہ اٹھارہ کروڑ عوام کے نمائندہ ہیں۔

سلمان غنی : آج میڈیا بیدار ہے۔ اگر نواز شریف کا جھکاؤ قومی مفادات کے برعکس ہوا تو میڈیا ان کی اصلاح کرے گا۔ واقعتاً بھارت ہمارے ساتھ کوئی رعایت برتنے کے لیے تیار نہیں۔ سربجیت سنگھ کے معاملہ میں ان کی جوابی کارروائی سب کے سامنے ہے۔ بھارت سے مذاکرات ضرور ہوں لیکن بنیادی ایشوز سے صرف نظر کرکے اگر کچھ معاملات طے کیے جائیں گے تو وہ ناقابل قبول ہیں۔

سوال : سندھ کی آئندہ حکومت کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

سلمان غنی : اس بار مینڈیٹ ایسا ہے کہ سندھ یا مرکز میں حکومت بنانے کے لیے کسی جماعت کو ایم کیو ایم کی ضرورت نہیں۔ یہ پاکستانی سیاست کی وہ مچھلی ہے جو حکومتی تالاب کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ جہاں تک میری معلومات ہیں نواز شریف کراچی کے حالات کی بہتری کے خواہاں ہیں۔ تاہم وہاں کے حالات بدلنے کے لیے انھیں مضبوط کردار ادا کرنا پڑے گا۔ (مرتب: فرقان دانش)

☆☆☆☆

فوری ضرورت ہے

لاہور میں واقع فیکٹری کے لئے فوری ضرورت ہے

☆ ایک ہونہار نوجوان ہیلپر کی، تعلیم مڈل ہو (یا صرف پڑھنا جانتا ہو) معقول تنخواہ کے علاوہ رہائش، اوورٹائم اور دیگر سہولیات فراہم کی جائیں گی۔

☆ ایک تجربہ کار ڈرائیور کی، جو ذاتی لائسنس ہولڈر (ترجیحاً نوجوان) ہو، معقول تنخواہ کے علاوہ رہائش، اوورٹائم TA/DA اور دیگر سہولیات فراہم کی جائیں گی۔

برائے رابطہ: 0333-4482381

کیا میاں صاحب اپنے گناہ کا کفارہ ادا کریں گے؟

انصار عباسی

میاں نواز شریف دو مرتبہ وزیر اعظم رہ چکے اور اب تیسری مرتبہ وزیر اعظم کا عہدہ سنبھالنے جا رہے ہیں۔ اپنے گزشتہ ادوار کے بارے میں میاں صاحب کا کہنا ہے کہ اُن کو جتنا بھی موقع ملا انہوں نے عوام کی خدمت کی۔ وہ کہتے ہیں انہوں نے موٹر وے بنائی، امریکی پریشر اور پانچ ارب ڈالر کی آفر کو رد کرتے ہوئے ایٹمی دھماکے کیے اور پاکستان کے دفاع کو ناقابل تسخیر بنا دیا۔ اُن کا کہنا ہے کہ اُن کے دور میں نہ لوڈ شیڈنگ تھی اور نہ دہشت گردی۔ میاں صاحب کے مطابق اگر اُن کی حکومت کو پورا وقت دیا جاتا تو پاکستان ایشین ٹائیگر بن سکتا تھا۔ پہلے جو ہوا سو ہوا مگر اب میاں صاحب کا وعدہ ہے کہ وہ پاکستان کو خوشحال بنا دیں گے۔ یہاں بلٹ ٹرین چلے گی، دہشت گردی ختم ہوگی، نوجوانوں کو روزگار ملے گا، پاکستان کی معیشت ترقی کرے گی اور نجانے کیا کیا۔ اپنے حالیہ ایک خطاب میں میاں صاحب نے کہا وہ اللہ کی مخلوق کی خدمت کریں گے۔

میاں صاحب نے ماضی میں جو اچھا کیا اُسے یاد رکھا اور جو مستقبل میں اچھا کرنے کا ارادہ ہے اُسے اپنی پارٹی منشور اور تقریروں کا حصہ بنایا۔ جو غلطیاں اُن سے ماضی میں سرزد ہوئیں اُن کا کہیں ذکر نہیں اور سیاست میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ اب جبکہ میاں صاحب تیسری مرتبہ پاکستان کے وزیر اعظم بننے جا رہے ہیں، اُن کی یاد دہانی کے لیے میں اُن کے ایک ایسے اقدام کا ذکر کرنے جا رہا ہوں جو ایک غلطی نہیں بلکہ ایک انتہائی سنگین گناہ ہے۔ گناہ بھی ایسا کہ جس نے پوری پاکستانی قوم کو جکڑا ہوا ہے۔

یہ نومبر 1991 کی بات ہے جب میاں صاحب پاکستان کے وزیر اعظم تھے کہ فیڈرل شریعت کورٹ نے اپنے ایک تاریخی فیصلے میں پاکستان کی معیشت اور بینکنگ سیکٹر سے سود کے فوری خاتمے کا فیصلہ سنایا، مگر میاں صاحب کی حکومت نے اس فیصلے پر عمل درآمد کی بجائے حکومتی بینکوں کے ذریعے اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی، باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں سود کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ قرار دیتا ہے۔ میاں صاحب جن کا ایک مذہبی گھرانے سے تعلق ہے، نے اپنی حکومت کے دوران ایک ایسے سنگین گناہ کا ارتکاب کیا جس کی وجہ سے پاکستان کے عوام آج بھی سود کھانے پر مجبور ہیں۔ سپریم کورٹ میں میاں صاحب کی حکومت کی طرف سے دائر کی گئی اپیل ایک لمبے عرصہ تک نہ سنی گئی۔ میاں صاحب کی دوسری حکومت کے جانے کے بعد 23 دسمبر 1999ء کو سپریم کورٹ کے اپیلیٹ بنچ نے شریعت کورٹ کے فیصلے کو برقرار رکھتے ہوئے اس وقت کی جنرل مشرف حکومت کو ایک ڈیڑھ سال کی مہلت دی کہ ضروری قانون سازی کرتے ہوئے سود کی لعنت کو پاکستان کے بینکنگ اور دوسرے شعبوں سے پاک کیا جائے۔ مگر مشرف نے بھی یہ فیصلہ قبول کرنے سے انکار کیا اور بعد ازاں اپنے من پسند پی سی او ججوں کے ذریعے سپریم کورٹ سے مرضی کا فیصلہ کروا کر شریعت کورٹ کو کیس واپس بھیجتے ہوئے دوبارہ اس کیس کو سننے کا کہا۔ آج دس سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود شریعت کورٹ کو توفیق نہیں ہوئی کہ اس اہم ترین کیس کو سنے۔ سو جس گناہ کا ارتکاب میاں صاحب نے آج سے تقریباً بائیس سال پہلے کیا، وہ اب بھی جاری و ساری ہے۔

آج اللہ تعالیٰ نے میاں صاحب کو تیسری مرتبہ وزیر اعظم بننے کا موقع دے کر شاید اُس گناہ کا کفارہ ادا کرنے کا موقع دیا ہے، جس میں آج پورا پاکستان ڈوبا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ میاں صاحب کو پاکستان کے معاشی نظام کو سود سے فوری پاک کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) تاکہ اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے خلاف لڑی جانے والی اس جنگ کو روکا جا سکے۔

> آج اللہ تعالیٰ نے میاں صاحب کو تیسری مرتبہ وزیر اعظم بننے کا موقع دے کر شاید اُس گناہ کا کفارہ ادا کرنے کا موقع دیا ہے، جس میں آج پورا پاکستان ڈوبا ہوا ہے۔ میاں صاحب پاکستان کے معاشی نظام کو سود سے فوری پاک کریں، تاکہ اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے خلاف لڑی جانے والی اس جنگ کو روکا جا سکے

سود سے متعلق سورۃ البقرۃ کی آیات 275 تا 279 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’جو لوگ سود کھاتے ہیں اُن کا حال اُس شخص کا سا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر باؤلا کر دیا ہو۔ اس کی وجہ اُن کا یہ قول (نظریہ) ہے کہ تجارت بھی تو آخر سود ہی ہے۔ حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام۔ اب جس شخص کو اُس کے رب سے یہ نصیحت پہنچ گئی اور وہ سود سے رک گیا تو پہلے جو سود وہ کھا چکا، سو کھا چکا۔ اس کا معاملہ اللہ کے سپرد۔ اور جو اس حکم کے بعد پھر بھی سود کھائے تو یہی لوگ اہل دوزخ ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا اور صدقات کی پرورش کرتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے بدعمل انسان کو پسند نہیں کرتا۔ البتہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے، نماز قائم کرتے رہے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے۔ انہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر واقعی تم مومن ہو تو جو سود باقی رہ گیا اسے چھوڑ دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی جانب سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے اور اگر (سود سے) توبہ کر لو تو تم اپنے اصل سرمایہ کے حقدار ہو۔ نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔‘‘

سود کے متعلق رسول پاک ﷺ کی مختلف احادیث ہیں۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے، دینے والے، تحریر لکھنے والے اور گواہوں، سب پر لعنت کی اور فرمایا وہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے کھلانے والے، اس کے گواہوں اور لکھنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔

(روزنامہ جنگ)

کراچی میں قتل و غارت کون روکے گا؟

واقعات جو تاریخ ہی نہیں جغرافیہ بھی بدل دیتے ہیں

گیاہ ضعیف

بعض واقعات ایسے ہوتے ہیں جو تاریخ ہی پر اثر انداز نہیں ہوتے بلکہ جغرافیہ تک تبدیل کر دیتے ہیں۔ تحریک پاکستان میں تو ایک قلیل تعداد کے سوا جو انڈین نیشنل کانگریس کے حامی تھی، تمام مسلمانان برصغیر نے بھرپور تاریخی جدوجہد کی، لیکن 1946ء کے بہار میں ہونے والے فسادات نے قیام پاکستان کو ایک شدنی امر بنا دیا۔ قائداعظم محمد علی جناح کا یہ قول اس پر شاہد ہے:

I never thought that Pakistan would come into being in my life but the tragedy of Bihar did it. (میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ پاکستان میری زندگی میں قائم ہو جائے گا، لیکن بہار کے المیہ نے اسے ممکن بنا دیا)۔

مسلمانان بہار پر 1946ء میں ہندوؤں کے مظالم پر جو المیہ گزرا وہ توقتی تھا، لیکن اس المیہ کو کیا نام دیا جائے جس سے مسلمانان بہار گزشتہ چار عشروں سے زیادہ عرصہ سے گزر رہے ہیں، جو مسلمانان پاکستان ہی نہیں مسلمانان عالم کی بھی بے حسی کا مظہر ہے۔ انہیں اس المیہ سے نہ گزرنا پڑتا اگر ان باشندگان مشرقی پاکستان کے خلاف جنہوں نے پاکستان کے حق میں سب سے زیادہ ووٹ دیا تھا، فوجی ایکشن کا آغاز نہ ہوتا۔ 24 مارچ 1971ء سے شروع ہونے والے اس فوجی ایکشن کے نتیجے میں جو نو ماہ کے عرصے پر محیط تھا، پاکستان کا جغرافیہ بدل گیا۔ 1947ء میں بھارت دو حصوں میں بٹا تھا اور ربع صدی سے کم عرصے میں ان دو حصوں میں سے مزید ایک حصہ دو حصوں میں بٹ گیا۔

اب ہم پاکستان کے پہلے دارالحکومت کراچی کی طرف آتے ہیں، جسے 1985ء سے قبل منی پاکستان اور روشنیوں کا شہر کہا جاتا تھا، اور اس واقعہ کو یاد کرتے ہیں جو ایک ٹریفک حادثہ تھا جس میں سرسید کالج کی ایک طالبہ کو اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا پڑا۔ کراچی شہر میں روزانہ ٹریفک کے حادثے ہوتے ہیں، لیکن اس حادثہ کے نتیجے میں روشنیوں کا یہ شہر نفرتوں اور عصبیتوں کے اندھیروں میں ڈوب گیا۔ وہ دن ہے اور آج کا دن، نادیدہ قوتوں نے اپنا کھیل جاری رکھا ہوا ہے۔ پہلے نادیدہ قوتیں اندرونی تھیں، اب اس میں بیرونی قوتوں کا اضافہ ہو چکا ہے۔ علی گڑھ اور قصبہ کالونی حملوں سے اس کا آغاز ہوا۔ نشانہ مہاجر طبقہ تھا۔ ردعمل کے طور پر ان کی تنظیم معرض وجود میں آئی۔ اس نے محسوس کیا کہ مہاجر برادری کے لوگ تاریک راہوں میں اس لئے مارے گئے کہ وہ نہتے تھے، لہٰذا اس نے ''ٹی وی بیچو اسلحے خریدو'' کا نعرہ لگایا۔ نادیدہ قوتوں نے مہاجروں اور پشتونوں، بلوچوں اور سندھیوں کے درمیان تصادم کروائے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شہر کراچی کے مختلف طبقات کے درمیان جو اخوت و محبت کا جذبہ موجزن تھا، اسے نفرتوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ ہڑتالیں، بھتہ خوری، بوری بند لاشوں کا ملنا روزانہ کے معمول بن گئے۔ انسانی اعضاء کی ڈرلنگ اور ٹارچر سیل جیسی اصطلاحات سامنے آئیں، تا آنکہ آج صورتحال یہ ہے کہ ٹارگٹ کلنگ کے نتیجے میں روزانہ درجنوں لوگ مارے جا رہے ہیں۔ بھتہ خور گروہوں میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اغوا برائے تاوان کے واقعات عام ہیں۔ شیعہ سنی فسادات کرانے کی آئے دن کوششیں کی جا رہی ہیں۔ روشنیوں کا شہر راتوں کو جاگا کرتا تھا۔ بقول معروف شاعر انور شعور ''عروس البلاد کہلانے والا شہر آج عروس البلا بن چکا ہے۔'' آج ملکی معیشت کا جو برا حال ہے اس کے دیگر عوامل کے علاوہ کراچی میں بدامنی ایک اہم عامل ہے۔ کراچی کو پاکستان کا معاشی حب کہا جاتا ہے۔ جب تاجر حضرات کو حکومت جانی تحفظ نہ دے سکے، ان کی دوکانیں محفوظ ہوں نہ کارخانے حتیٰ کہ خود ان کو اور ان کے اہل و عیال کو اغوا برائے تاوان کا ہر وقت اندیشہ لگا رہتا ہو، تو ان کے پاس اپنے کاروبار کو دیگر ممالک میں منتقل کرنے کے علاوہ اور کیا چارہ رہ جاتا ہے اور جب ملکی سرمایہ کاروں کو تحفظ حاصل نہ ہو تو یہ کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ غیر ملکی سرمایہ کار ہمارے ملک میں سرمایہ کاری کریں گے۔ ذیل میں مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں کے اقتباسات سے شہر کے کاروباری طبقے اور دوسرے لوگوں کی کیفیات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

☆ کراچی کے چھوٹے تاجروں کے رہنما عتیق میر نے مطالبہ کیا ہے کہ کراچی میں فوج بلائی جائے۔ اس سے قبل کراچی کے تاجروں نے اعلان کیا تھا کہ وہ اپنی حفاظت خود کریں گے، کیونکہ حکومت نے ان کو قاتلوں، اغوا کنندگان برائے تاوان اور بھتہ خوروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے اسلحہ کی خریداری سمیت دیگر اقدامات کی تفصیلات بیان کی ہیں۔ اجلاس میں شریک مختلف مارکیٹس ایسوسی ایشن کے نمائندگان نے اعلان کیا ہے کہ تاجروں کو حکومتی سیکورٹی کے اداروں پر بھروسا نہیں۔ انہوں نے آرمی چیف سے مطالبہ کیا ہے کہ اگر تاجروں کو موجودہ صورتحال سے نکالنے کے لئے فوج دستیاب نہیں تو کم از کم تاجروں کو فوجی تربیت دلوائی جائے، تاکہ تاجر خود اپنی جان کی حفاظت کریں۔

☆ آل پارٹیز آرگنائزیشن آف اسمال ٹریڈرز اینڈ کاٹیج انڈسٹریز کراچی کے صدر حامد محمود نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت کوئٹہ کے ساتھ ساتھ کراچی میں بھی تاجروں اور عوام کے تحفظ کے لئے فوج بلائے۔

☆ پاکستان ہوزری مینوفیکچررز اینڈ ایکسپورٹرز ایسوسی ایشن کے مرکزی چیرمین ایم جاوید بلوانی نے کہا ہے کہ امن و امان کی بدترین صورتحال نے تاجر برادری کا جینا حرام کر دیا ہے۔ جس کے منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ بڑی تعداد میں برآمد کنندگان نے شکایت کی ہے کہ ان کے برآمدی مال لے جانے والی گاڑیاں گن پوائنٹ پر چھینی جا رہی ہیں جس سے نہ صرف برآمدات کا نقصان ہو رہا ہے بلکہ ملک کا امیج بھی شدید متاثر ہو رہا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ کراچی میں قانون نافذ کرنے والی ایجنسیاں موجود ہی نہیں ہیں اور جرائم پیشہ عناصر کو لوٹ مار کی کھلی چھٹی دے دی گئی ہے۔ بھتہ خوروں اور قاتلوں سے نجات دلائی جائے۔

☆ ایم اے جناح روڈ کے علاقے آرام باغ کی مارکیٹوں کے تاجروں نے اپنا لائسنس یافتہ اسلحہ منظر عام پر لانے کا اعلان کر دیا ہے۔ تاجر کاروبار کے دوران اسلحہ ساتھ رکھیں گے۔ تاجروں نے کہا کہ امن کے سفیروں کو جارحانہ طرز عمل پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ بھتہ خور مارکیٹ میں داخل ہو کر دوکانداروں پر براہ راست فائرنگ کر رہے ہیں۔ تاجروں کو بھتے کی عدم ادائی پر موت کی نیند سلانے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔

☆ حکومت کی جانب سے جانی و مالی تحفظ کی فراہمی کے وعدے میں ناکامی کے بعد تاجر برادری نے بالآخر بھتہ مافیا کے آگے ہتھیار ڈالتے ہوئے انہیں بھتہ دینے کا ارادہ کر لیا ہے۔ ہر دوکاندار ایک ہزار روپے ماہانہ بھتہ دینے کے لئے تیار ہے۔ بھتہ مافیا نے تجویز پیش کی تھی کہ وہ پولیس سے زیادہ سیکورٹی فراہم کریں گے۔ کوئی دوسرا گروپ بھتہ نہیں لے گا۔ بھتہ مافیا کی یہ تجویز 80 مارکیٹوں نے قبول کر لی ہے۔

☆ سابق صوبائی اسمبلی کے فنکشنل مسلم لیگ کے رکن رانا عبدالستار نے کہا ہے کہ تمام ارکان اسمبلی پانچ پانچ سو مسلح افراد جمع کریں اور ان مسلح افراد کی ایک ایسی فوج بنائی جائے جو کراچی سمیت سندھ بھر میں دہشت گردوں کے خلاف اور اسلحے کی بازیابی کے لئے آپریشن میں حصہ لے۔

☆ حکومتی اور مقتدر حلقوں کا کہنا ہے کہ کراچی میں امن وامان کے قیام کے لئے فوج کے عملی کردار کا فیصلہ عدالت عظمیٰ کراچی کے بارے میں فیصلہ آنے کے بعد کیا جائے گا۔ تاہم وفاقی حکومت کے ذمہ داران کو ایک فہرست دی گئی ہے جس میں انکشاف کیا گیا ہے کہ رینجرز نے جرائم اور دہشت گردی میں ملوث افراد کو حراست میں لے کر پولیس کے حوالے کیا تھا۔ سیاسی دباؤ سمیت کئی ناگزیر حالات کی بناء پر انہیں رہا کر دیا گیا۔ وفاقی حکومت سے کہا گیا کہ ان اہم سیاسی اور حکومتی شخصیات کا پتہ چلا جائے جن کے حکم پر ایسے افراد رہا ہوئے۔ وفاقی حکومت تحقیقات کرے اور سندھ حکومت سے پوچھے کہ ان افراد کو کن کے کہنے پر رہا کیا گیا اور ان کے مقدمات عدالت میں کیوں نہیں بھیجے گئے۔

☆ سپریم کورٹ نے کراچی کی صورتحال کا نوٹس لیتے ہوئے مختلف جرائم پیشہ گروہوں کی نشاندہی کی تھی جن میں سیاسی جماعتوں میں موجود Militant groups, Land mafia اور اسی قسم کے گروہ شامل ہیں اور اس کا بطور خاص تذکرہ آیا تھا کہ جرائم میں اضافے کی ایک وجہ سیاسی بنیادوں پر پولیس کی تعیناتی بھی ہے۔ اس سلسلے میں سپریم کورٹ نے حکومت سے کہا تھا کہ وہ قانون نافذ کرنے والوں کو جرائم کے خاتمے کے لئے اقدامات کا حکم دے۔ ٹارگٹڈ آپریشن کے نتیجے میں روزانہ مجرمان کی گرفتاریوں اور اسلحوں کی برآمدگی کی خبر آتی ہے۔ لیکن ان گرفتار شدہ مجرموں کے خلاف کیا اقدامات ہوئے، اس کی خبر شاذ و نادر ہی عوام کے سامنے آتی ہے، البتہ حکومت کی طرف سے یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ عدالتیں مجرموں کو رہا کر دیتی ہیں جبکہ عدالت کا کہنا یہ ہے کہ مجرمان کے خلاف ثبوت مہیا نہ کئے جانے پر مجرمان کو سزا کس طرح دی جا سکتی ہے۔

☆ عدالتی کارروائیوں کے دوران جاری کردہ ریمارکس پر نظر ڈالیں تو وہ بھی صورتحال کی سنگینی کی طرف اشارہ کرتے ہیں مثلاً: (1) ہم حفاظت نہیں کر سکتے۔ سندھ حکومت اشتہار دے کہ لوگ اپنی ذمہ داری پر باہر نکلیں اور بچوں کو امام ضامن باندھ کر باہر بھیجا کریں (2) کراچی جل کر خاک ہو جائے گا تو اقدامات کرو گے۔ (3) کراچی کو اسلحے سے پاک کرنا ہوگا۔

اب آیئے، یہ دیکھتے ہیں کہ کراچی میں قانون نافذ کرنے والے افراد کیا کہتے ہیں:

☆ ڈی جی رینجرز سندھ میجر جنرل رضوان اختر نے کہا ہے کہ صرف مسجدوں کے سامنے پہرے دینے سے امن وامان کے مسئلے حل نہیں ہوں گے۔ جرائم پیشہ عناصر جدید اسلحے کے ساتھ جدید ٹیکنالوجی سے بھی لیس ہیں جس کی واضح مثال لیاری آپریشن ہے۔ جدید دور میں جرائم پیشہ افراد ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے ترقی کر رہے ہیں اور ان کے خلاف کارروائیوں کو نہ صرف تیز کرنا ہوگا بلکہ دیرپا بھی بنانا ہوگا۔ انہوں نے یہ بات کورنگی ایسوسی ایشن آف ٹریڈ اینڈ انڈسٹریز میں صنعتکاروں سے خطاب کے دوران کہی۔ ان کا کہنا تھا کہ کراچی میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کو بہتر اور جدید آلات فراہم کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ شہر میں منظم جرائم کا بہتر طریقے سے مقابلہ کیا جائے۔

☆ وفاقی حکومت میں تواتر سے ہونے والے اجلاس میں کراچی کی بگڑتی ہوئی صورتحال سے نمٹنے کے لئے بڑے اور اہم فیصلے کئے گئے جن کے تحت امکان ہے کہ کراچی میں سیکورٹی کے فرائض فوج سنبھال لے۔

چیف جسٹس نے 6 مارچ کو آئی جی سمیت کراچی پولیس کے تمام اعلیٰ افسران کو ہٹا دیا تھا اور رینجرز کو بھی دہشت گردی اور قتل وغارت گری روکنے میں ناکام قرار دیا تھا، جس کے بعد فوج ہی ایسی قوت رہ جاتی ہے جسے حالات پر قابو پانے کی ذمہ داری سونپی جا سکتی ہے۔

☆ ڈی جی رینجرز سندھ میجر جنرل رضوان اختر اور ایڈیشنل چیف سیکریٹری سندھ وسیم احمد نے وفاقی حکومت کے سامنے دہشت گردوں کے ہاتھوں اپنی فورسز کی شکست کا غیر معمولی اعتراف کرتے ہوئے کہا ہے کہ کراچی کے حالات اس قدر خطرناک ہو گئے ہیں کہ انہیں پولیس اور رینجرز مل کر بھی درست نہیں کر سکتے۔ لہٰذا بہتر ہوگا کہ وفاقی حکومت، سیاسی اور مذہبی جماعتوں سے مذاکرات کرے اور ان سے کہا جائے کہ وہ اپنے اندر موجود دہشت گردوں کے خلاف خود کارروائی کریں۔

قارئین! جس شہر میں گیارہ ہزار رینجرز کے نوجوان تعینات ہوں، پولیس کی بھاری نفری موجود ہو اس شہر کے خواص کے تاثرات اوپر مذکور ہوئے ہیں، وہاں بیچارے عام شہریوں کے تحفظ کی ضمانت کون دے سکتا ہے جو صبح کو بے یقینی اور عدم تحفظ کے احساس کے ساتھ گھر سے نکلتے ہیں۔ ان کی شام کو بخیر و عافیت واپسی مخدوش ہوتی ہے۔ ماضی کے روشنیوں کے شہر اور عروس البلاد کے حالات کا تقابل موجودہ شہر کراچی سے جسے اب اسے عروس البلاد کی بجائے عروس البلا کہا جانے لگا ہے، کیا جائے تو ذہن میں درج ذیل اشعار آتے ہیں جو شاعر نے شہر دلی کے بارے میں کہے تھے۔

کیا اپنا حال پوچھو ہو پورب کے ساکنو
ہم کو غریب جان کے ہنس ہنس پکار کے
دلی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب
رہتے تھے منتخب ہی جہاں روزگار کے
اس کو فلک نے لوٹ کے ویران کر دیا
ہم رہنے والے ہیں اسی اجڑے دیار کے

اب الیکشن کے بعد نئی وفاقی اور صوبائی حکومتیں تشکیل دی جا رہی ہیں۔ صوبائی حکومت میں تو اب دو ہی پارٹنرز بنتے نظر آ رہے ہیں تیسرا نہیں۔ مزید برآں، وفاق میں پیپلز پارٹی کی حکومت نہ ہونے کی بناء پر ماضی میں مفاہمت کی سیاست کے نام پر اور دراصل اپنے اقتدار کو بچانے کے لئے جو کچھ کیا گیا اس کے نتائج کراچی کے شہریوں نے بھگت لئے۔ اب نئی صوبائی

حکومت کے دور میں حالات میں بہتری کی امید کی جا سکتی ہے۔ اس لئے کہ پیپلز پارٹی کی آئندہ کی صوبائی حکومت کو ماضی کی طرح کی مجبوریاں لاحق نہیں ہوں گی۔ اگر بدقسمتی سے صورتحال میں کوئی بہتری نہ ہوئی تو کراچی کے شہری یہ فریاد کرنے پر مجبور ہوں گے کہ ۔

اس شہر سنگ دل کو جلا دینا چاہئے
پھر اس کی راکھ کو بھی اڑا دینا چاہئے
ملتی نہیں اماں ہمیں جس زمین پر
اک حشر اس زمیں پر اٹھا دینا چاہئے

کراچی کے شہری بے چارے کیا حشر اٹھا سکتے ہیں، ہمیں ڈرنا چاہئے اس دن سے جب اللہ تعالیٰ خود اس شہر میں کوئی حشر برپا نہ کردے۔ اللہ تعالیٰ کے عالم انسانیت کے لئے آخری ہدایت نامے قرآن مجید میں یہ واضح کردیا گیا ہے کہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ وہ تم پر عذاب تمہارے اوپر سے لے آئے یا تمہارے قدموں کے نیچے سے یا تمہیں گروہوں میں تقسیم کرکے تمہیں ایک دوسرے کی طاقت کا مزہ چکھا دے۔ ہم ان تمام عذابوں سے گزر چکے ہیں۔ بے تحاشا بارش کے نتیجے میں سیلاب کی تباہ کاریوں کے اثرات سندھ میں لوگ اب تک بھگت رہے ہیں۔ زلزلے کے نتیجے میں آزاد کشمیر میں شہر تباہ ہوگئے اور لاکھوں افراد لقمۂ اجل بن گئے۔ ہم امریکہ سے بہت ڈرتے ہیں کہ کہیں وہ ہمارا تورا بورا نہ بنادے لیکن اللہ سے نہیں ڈرتے جو قادر مطلق ہے۔ وہ جب چاہے ہمارے شہروں کو تورا بورا بنادے جیسا کہ آزاد کشمیر میں ہوا۔ اور اللہ کے سخت ترین عذاب تو ہم ربع صدی سے زیادہ عرصے سے بھگت رہے ہیں۔ ایک دوسرے کی طاقت کا مزہ بھی مسلسل چکھ رہے ہیں۔ ہم اللہ کے کس عذاب کے منتظر ہیں۔ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ ہم اللہ کے حضور خلوص دل کے ساتھ توبہ کریں اور آئندہ کی زندگی کو اس کے دین کی تعلیمات کے تابع کریں اور اجتماعی سطح پر اس کے عنایت کردہ نظام عدل کو نافذ کرنے کی جدوجہد میں لگ جائیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆☆

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ العزیز
''قرآن اکیڈمی 36-K ماڈل ٹاؤن لاہور'' میں
23 تا 29 / جون 2013ء
(بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورسز

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اِن کورسز میں شامل ہوں

اور

28 تا 30 / جون 2013ء
(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار)

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ امراء و نقباء اِس میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0333-4273815،35858212

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت: (042)36316638-36366638
0332-4178275

☆☆☆☆☆

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- از روئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھائیے:

(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز
قرآن اکیڈمی 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 35869501-3
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

ابن الہیثم

نامور مسلم سائنسدان

فرقان دانش

ابتدائی حالات

پورا نام ابو علی الحسن ابن الہیثم تھا، لیکن وہ ''ابن الہیثم'' کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کی پیدائش 965ء اور وفات 1021ء کو ہوئی۔ عراق کے شہر بصرہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی زندگی کے حالات معلوم نہیں، ان کے روزنامچوں سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بچپن سے ہی غور وفکر کے عادی تھے۔ بڑے ہوئے تو ایک دفتر میں ملازم ہوگئے، لیکن اُن کا جی دفتر کے کاموں سے زیادہ پڑھنے میں لگتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ریاضی، طبیعیات، اور طب کے مطالعے میں غرق رہتے تھے۔ وہ جاننا چاہتے تھے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط۔ آخر کار وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ تمام الجھاؤ دراصل شکوک وشبہات کی وجہ سے ہے جس کی بنیاد کم علمی ہے۔ اُن کے خیال میں سچائی میں انتشار ممکن نہیں کیونکہ سچ صرف ایک ہے۔

اسوان بند کی تعمیر کا منصوبہ

ابن الہیثم طبیعیات، ریاضی، انجینئرنگ، فلکیات اور ادویات کے مایہ ناز محقق تھے۔ وہ مصر چلے گئے تھے اور اپنی وفات تک وہیں رہے۔ 996ء میں وہ فاطمی خلیفہ مصر کے دربار سے منسلک ہوگئے۔ انہوں نے دریائے نیل پر اسوان کے قریب تین طرف بند باندھ کر پانی کا ذخیرہ کرنے کی تجویز پیش کی۔ یہ تجویز جب مصر کے خلیفہ الحاکم بامراللہ الفاطمی کو پہنچی تو انہوں نے خفیہ طور پر کچھ مال بھیج کر انھیں مصر آنے کی دعوت دی جو انہوں نے قبول کر لی اور مصر کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔ جہاں الحاکم بامراللہ نے انہیں اپنی کہی گئی بات پر عمل درآمد کرنے کی درخواست کی۔ ابن الہیثم نے نیل کے طول وعرض کا سروے شروع کیا اور جب اسوان تک پہنچے جہاں اس وقت ''السد العالی'' ڈیم قائم ہے، اس کا بھرپور جائزہ لینے کے بعد انہیں اندازہ ہوا کہ ان کے زمانے کے امکانات کے حساب سے یہ کام ناممکن ہے کیونکہ ریاست اتنے کثیر اخراجات کی متحمل نہ ہو سکتی تھی۔

چنانچہ انہوں نے الحاکم بامراللہ کے پاس جا کر معذرت کر لی جسے الحاکم بامراللہ نے قبول کر کے انہیں کوئی منصب عطا کر دیا۔ مگر ابن الہیثم جلد اس درباری زندگی سے بیزار ہو کر گوشہ نشین ہو گئے اور اپنے گھر سے نکل کر جامعہ ازہر کے پاس ایک کمرے میں رہائش اختیار کر لی اور اپنی باقی زندگی کو تحقیق وتصنیف کے لیے وقف کر دیا۔

جامعہ ازہر میں سائنسی تحقیقات کی ابتدا

جامعہ ازہر میں ابن الہیثم نے اپنی عظیم اور نادر سائنسی تحقیقات شروع کیں اور عمر بھر تفکر وتحقیق، تصنیف و تالیف اور علمی خدمات میں مصروف رہے۔ یہاں انہوں نے ایسی ایسی دریافتیں کیں اور ایسے نظریات پیش کیے جن سے سائنسی دنیا آج تک مستفید ہو رہی ہے۔ انہیں صف اوّل کے سائنسدانوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

علمی خدمات اور کارنامے

ابن ابی الصیبعہ ''عیون الانباء فی طبقات الاطباء'' میں لکھتے ہیں کہ ریاضی میں ان کے زمانے کا کوئی بھی سائنسدان ان کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا تھا، وہ ہمیشہ کام میں لگے رہتے تھے۔ وہ نہ صرف کثیر التصنیف تھے بلکہ زاہد بھی تھے۔'' عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ قدیم یونان اور یورپ میں نشاۃِ ثانیہ کے درمیان میں کوئی بڑی سائنسی پیش رفت نہیں ہوئی لیکن صرف اس لیے کہ مغربی یورپ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ دنیا میں دوسری جگہوں پر بھی کوئی کام نہیں ہو رہا تھا۔ نویں اور تیرہویں صدی کے درمیان کا عرصہ عرب سائنسدانوں کا سنہرا دور تھا۔ ریاضی، فلکیات، طب، طبیعات، کیمیا اور فلسفے کے میدان میں بہت کام کیا گیا۔ اس دور کے بڑے ناموں میں ابن الہیثم کا نام سب سے روشن ہے۔ ابن الہیثم کو جدید سائنسی ضابطہ عمل (سائینٹفک میتھڈ) کا بانی کہا جاتا ہے۔ یہ وہ طریقہ کار ہے جس کو سائنسدان معلومات کے حصول، معلومات کی درستی، الگ الگ معلومات کو ملا کر نتیجہ اخذ کرنے اور مشاہدے کی حقیقت تک پہنچنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ یہ وہ طریقہ ہے جس سے سائنسدان اپنا کام کرتے ہیں اور یہی سائنس پر اعتماد کی وجہ ہے۔

آنکھ کی بناوٹ اور روشنی

ابن الہیثم کی کتاب ''کتاب المناظر'' بصریات کی دنیا میں ایک کلیدی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ انہوں نے بطلیموس کے نظریات قبول نہیں کیے، بلکہ بطلیموس کے روشنی کے حوالے سے بہت سارے نظریات کی مخالفت کی اور انہیں رد کر دیا۔ ان کی روشنی کے حوالے سے دریافتیں جدید سائنس کی بنیاد بنیں۔ مثال کے طور پر بطلیموس کا نظریہ تھا کہ دیکھنا تب ہی ممکن ہوتا ہے جب آنکھ کی شعاع کسی جسم سے ٹکراتی ہے۔ بعد کے سائنسدانوں نے اس نظریہ کو من وعن قبول کیا، مگر ابن الہیثم نے کتاب المناظر میں اس نظریہ کی دھجیاں بکھیر دیں۔ انہوں نے ثابت کیا کہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے اور شعاع آنکھ سے نہیں بلکہ روشنی کسی جسم سے ٹکرا کر دیکھنے والی کی آنکھ میں داخل ہوتی ہے۔ ابن الہیثم نے روشنی کا انعکاس اور روشنی کا انعطاف دریافت کیا۔ انہوں نے نظر کی خامیوں کو دور کرنے کے لیے عدسوں کا استعمال کیا۔ ان کی سب سے اہم دریافتوں میں آنکھ کی مکمل تشریح بھی ہے۔ انہوں نے آنکھ کے ہر حصہ کے کام کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے جس میں آج کی جدید سائنس بھی رتی برابر تبدیلی نہیں کر سکی۔ ابن الہیثم نے آنکھ کا ایک دھوکا یا وہم بھی دریافت کیا جس میں مخصوص حالات میں نزدیک کی چیز دور اور دور کی چیز نزدیک نظر آتی ہے۔ روشنی کی ماہیت اور حقیقت کے بارے میں ابن الہیثم کے خیالات آج تک مانے جاتے ہیں۔ ابن الہیثم نے دید کے فعل کی وہ وضاحت کی جو جدید بصریات کی بنیاد ہے اور ابھی تک مستند سمجھی جاتی ہے۔ انہوں نے یہ بھی سوچا کہ انسان کے لیے حصول علم کے بغیر اللہ کی رضا و خوشنودی اور تقویٰ کی منزل کا حصول ناممکن ہے۔ چنانچہ انہوں نے علوم عقلیہ میں کمال حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ ابن الہیثم نے سوچ لیا کہ وہ ریاضی، طبعیات اور طب کے ساتھ ساتھ الہیات کی تعلیم بھی حاصل کریں گے۔ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے بصارت کے عمل کی تفصیلی اور درست وضاحت کی۔

نظریات

ابن الہیثم کی تصانیف کی صحیح تعداد کے بارے

میں بھی اختلاف رائے ہے۔ انہوں نے جن علوم پر کام کیا ان میں متذکرہ بالا علوم کے علاوہ منطق، اخلاقیات، سیاسیات، شاعری، موسیقی اور علم الکلام شامل ہیں۔ اُن کی بیشتر تصانیف ناپید ہیں۔ اُن کی سب سے زیادہ مشہور کتاب المناظر ہے جس کا موضوع روشنی ہے۔ روشنی کی ماہیئت اور حقیقت کے بارے میں ابن الہیثم کے نظریات قابل قدر ہیں۔ انہوں نے مطالعے کے بعد اپنے متقدمین کے نظریات کو جوں کا توں تسلیم کرنے کے بجائے دوبارہ تحقیق کر کے اس کی بنیاد پر اپنے نظریات قائم کیے ہیں۔ انہوں نے نظریات قائم کرنے کے لیے تجربے کو بہت اہمیت دی۔ اس کے لیے وہ مختلف قسم کی نلکیاں، ڈوریاں اور تاریک ڈبے استعمال کرتے تھے۔ اُن کے نزدیک حرارتی توانائی کی طرح روشنی بھی ایک طرح کی توانائی ہے۔ اُن کا استدلال یہ ہے کہ روشنی اور حرارت میں چولی دامن کا ساتھ ہے، مثلاً سورج کی کرنیں، آگ اور چراغ کی لو وغیرہ۔ روشنی اور حرارت ایک دوسرے کے بغیر بہت کم نظر آتی ہیں۔ اس لیے دونوں کی اصل ایک ہی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ روشنی کرنیں یا شعاعیں ہیں۔ اُن کا یہ بھی کہنا ہے کہ روشنی نور ہے اور ہمیشہ بغیر کسی سہارے کے خط مستقیم میں سفر کرتی ہے۔ نیز روشنی کی ایک حرکت ہے جس کی رفتار میں کمی بیشی ممکن ہے۔ جب یہ کسی کثیف جسم میں سے گزرتی ہے تو اس کی رفتار کم ہو جاتی ہے۔

تحقیقات اور دریافتیں

ابن الہیثم اجسام کو دو قسموں میں تقسیم کرتے ہیں: نور افشاں اجسام اور بے نور اجسام۔ نور افشاں جسم کی صفت روشنی خارج کرنا ہے، مثلاً سورج یا چراغ۔ بے نور جسم کی اپنی کوئی روشنی نہیں ہوتی لیکن اگر نور افشاں جسم اس پر روشنی ڈالے تو یہ عارضی طور پر روشن ہو جاتا ہے، مثلاً چاند۔ یہ عارضی نور کہلاتا ہے۔ بے نور اجسام تین طرح کے ہوتے ہیں۔ (1) شفاف جسم: جن میں سے روشنی پورے طور پر گزرتی ہے۔ مثلاً ہوا، پانی، شیشہ وغیرہ۔ 2- نیم شفاف جسم: جن میں سے روشنی گزرتی تو ہے لیکن مکمل طور پر نہیں۔ مثلاً باریک کپڑا، رگڑا ہوا شیشہ وغیرہ۔ 3- غیر شفاف جسم: جن میں سے روشنی بالکل نہیں گزر سکتی مثلاً لکڑی، پتھر وغیرہ۔ ابن الہیثم کہتے ہیں کہ کوئی چیز مکمل طور پر شفاف نہیں ہوتی۔ ہر شفاف جسم میں ایک درجہ ناشفافی کا ہوتا ہے۔ اُن کا خیال ہے کہ روشنی جب بھی کسی جسم میں سے گزرتی ہے تو تقسیم ہوتی ہے۔ اسی لیے وہ جسم لطیف تر ہو جاتا ہے۔ تقسیم کے اس عمل میں ایک ایسی حد آتی ہے جب مزید تقسیم ناممکن ہو جاتی ہے۔ اس مرحلے پر روشنی ختم ہو جاتی ہے۔ ابن الہیثم کے نزدیک رنگوں اور نور میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ اس کے باوجود یہ دونوں ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ رنگ بھی روشنی کی طرح اپنی شعاعیں اپنے اردگرد ڈالتے ہیں، اور روشنی ہی کی طرح رنگوں کی شعاعیں نظر آنے والے جسم کے ہر ذرے سے خارج ہو کر تمام سمتوں میں پھیلتی ہیں۔ رنگ اور نور ایک دوسرے سے الگ ہونے کے باوجود ساتھ ساتھ نظر آتے ہیں۔

ابن الہیثم کا ایک تجربہ زمانہ جدید کی کئی اہم ایجادات اور دریافتوں کا پیش خیمہ بنا۔ انہوں نے ایک اندھیرے کمرے کی دیوار میں ایک چھوٹا سا سوراخ کر کے اس سے روشنی اندر پہنچائی۔ سوراخ کے عین سامنے ایک ایسا پردہ لٹکا دیا، جس پر سوراخ سے آنے والی روشنی اور اس روشنی میں نظر آنے والی چیزوں کا عکس پڑ سکے۔ اس نے دیکھا کہ روشنی میں نظر آنے والی چیزوں مثلاً انسان، درخت، پتوں وغیرہ کا پردے پر اُلٹا عکس پڑتا ہے۔ حالانکہ وہ چیزیں سیدھی ہیں۔ اس تجربے نے نہ صرف آنکھ کا فعل سمجھنے میں مدد دی بلکہ کیمرے کی ایجاد کا باعث بھی بنا۔ اگرچہ ابن الہیثم کے خیال میں آنکھ کے اندر بننے والی صورت کا ادراک حواس کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ ابن الہیثم کا سب سے بڑا کارنامہ بصارت یا دید کے عمل کی وضاحت ہے۔ اُن کے مطابق نور کی ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ بصارت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اسی لیے تیز روشنی کی طرف دیکھنے سے آنکھوں میں تکلیف ہوتی ہے، اور روشنی پر سے نظر ہٹا لینے کے بعد تک آنکھ پر روشنی کا اثر رہتا ہے۔ قدماء کا خیال تھا کہ انسانی آنکھ سے روشنی کی کرنیں نکلتی ہیں اور جس جس چیز پر یہ کرنیں پڑتی ہیں وہ دیکھنے والی آنکھ کو نظر آ جاتی ہے، لیکن ابن الہیثم نے اس نظریے کو رد کر دیا اور ثابت کیا کہ جب بھی کسی جسم پر روشنی پڑتی ہے وہ جسم اس روشنی کو متعین سمتوں میں واپس بھیج دیتا ہے۔ روشنی کی یہ خاصیت ہے کہ جب یہ کسی جسم سے ٹکراتی ہے تو اسی زاویے میں واپس مڑ جاتی ہے جس زاویے سے ٹکراؤ ہوتا ہے۔ جسم سے نکلی ہوئی شعاعوں میں سے کچھ ان آنکھوں میں داخل ہو جاتی ہیں جو خط مستقیم میں سفر کرنے والی شعاعوں کے راستے میں آ جاتی ہیں، اس طرح یہ اجسام ان آنکھوں کو نظر آ جاتے ہیں۔

قناعت پسندی

ابن الہیثم عالی مرتبہ سائنس دان تھے۔ انہوں نے اپنی تمام زندگی کھوج میں گزار دی۔ وہ انتہائی قناعت پسند واقع ہوئے تھے۔ روپے پیسے سے اُن کی کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ملک شام میں ایک امیر شخص ابن الہیثم کی قابلیت کا معترف تھا۔ اس نے ابن الہیثم کے گزارے کا معقول انتظام کرنا چاہا اور کثیر رقم اُن کی نذر کی۔ ابن الہیثم نے اس امیر کی قدردانی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ کہہ کر رقم واپس کر دی کہ مجھے روزانہ کے معمولی خرچ کے سوا اتنی بڑی رقم کی حاجت نہیں۔ عمر کا ایک حصہ اس نے جامعۃ الازہر کے ایک کمرے میں تحقیق و مطالعے میں گزار دیا۔ مسلمانوں نے اس کی قابلیت کو بہت بعد میں تسلیم کیا۔

☆☆☆☆

بقیہ: کار تریاقی

تو مغرب کے حوالے دیتے ہیں، جبکہ فلاحی ریاست کی بنیاد پیغمبر اسلام نے ڈالی۔ فلاحی مملکت کا تصور گورے کے پس خوردہ کے طور پر ان سے لینے اور ان کے حوالے دے دے کر عار دلانے کی وجہ یہ ہے کہ نظام تعلیم نے ہمیں اپنی تاریخ کے زریں ابواب سے قصداً بے بہرہ رکھا ہے۔

تاریخ اٹھا کر خلافت اور شریعت کے عوام دوست، رعایا پرور ادوار دیکھیے اور حکمرانوں سے تقاضا بھی کیجیے! عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنی اولاد کو خالی ہاتھ چھوڑا۔ فرمایا: ''ایک راستہ یہ تھا کہ تم دولت مند ہو جاؤ اور تمہارا باپ دوزخ میں جائے اور دوسرا یہ کہ تم تہی دست رہو اور تمہارا باپ جنت میں جائے۔ میں نے دوسرا منتخب کیا، اللہ تمہیں حفظ و امان میں رکھے۔'' یہ گیارہ بیٹے تھے۔ روایت یہ ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے اپنی اولاد کے لیے ترکہ گیارہ لاکھ فی بچہ چھوڑا تھا۔ بعد ازاں دیکھا گیا کہ اولادِ ہشام میں سے ایک کو لوگ صدقہ دیا کرتے تھے اور اُدھر عمرؒ کی اولاد میں سے ایک نے ایک دن میں 100 گھوڑے صدقے میں دیے!

خاکی و نوری نہاد بندۂ مولیٰ صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز
اس کی امیدیں قلیل اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب اس کی نگہ دلنواز!

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی جار اسرہ حیاتی کی دعوتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی جار کے اسرہ حیاتی کے رفقاء دعوت کے کام میں سرگرم ہیں۔ نقیب اسرہ شیر محمد حنیف جہاں بھی دعوتی گفتگو کا موقع پاتے ہیں، اُس سے بھرپور فائدہ اُٹھاتے ہیں اور اللہ کا پیغام اُس کے بندوں تک پہنچاتے ہیں۔ گزشتہ دنوں ایلیمنٹری کالج جمرود میں ''سکول کا انتظام وانصرام'' کے حوالے سے ایک بارہ روزہ ورکشاپ ہوئی۔ ورکشاپ کے شرکاء تک دینی دعوت کے ابلاغ کی غرض سے شیر محمد حنیف نماز فجر کے بعد روزانہ کالج میں درس قرآن دیتے رہے۔ انہوں نے دین کا جامع تصور، دین ومذہب میں فرق اور سیکولرازم پر لیکچر دیئے، جو اساتذہ کو بہت پسند آئے۔ اساتذہ کرام نے ان دروس میں بہت دلچسپی لی اور کلاس کے لیکچرار جناب وارث خان نے دعوتی کام کو سراہا اور اساتذہ کرام کو اس میں غور وفکر کرنے کی دعوت دی۔ (مرتب: فضل حکیم)

حلقہ لاہور ڈویژن کے زیر اہتمام جلو موڑ میں ایک روزہ تربیتی ودعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے رفقاء کا ایک روزہ دعوتی پروگرام 26 مئی بروز اتوار جلو موڑ میں منعقد کیا گیا۔ رفقاء ہدایات کے مطابق صبح ساڑھے آٹھ بجے مرکز تنظیم اسلامی پہنچ گئے۔ رفقاء کے جمع ہونے پر ناظم دعوت حلقہ لاہور شکیل احمد نے ایک روزہ پروگرام کے حوالے سے ضروری ہدایات دیں۔ بعدازاں رفقاء کا مختصر قافلہ مرکز سے جلو روانہ ہوا اور سوا نو بجے اپنے مقام پر پہنچ گیا۔ جلو موڑ میں پروگرام کا آغاز تذکیر بالقرآن سے ہوا۔ حافظ عاطف افضل نے سورۃ حٰم السجدہ کی آیات 30 تا 36 پر تذکیر کروائی۔ بعدازاں ناظم دعوت نے تمام رفقاء کو گروپس میں تقسیم کر کے انہیں یہ آیات یاد کروائیں۔ الحمدللہ، کافی رفقاء نے ان آیات کو زبانی یاد کر لیا۔ بعدازاں گرمی کی شدت کی پیش نظر شکیل احمد نے رفقاء سے کہا کہ پہلے گشت کر لیا جائے۔ چنانچہ رفقاء کی ٹیمیں بنا کر انہیں مختلف علاقوں میں دعوت کے لئے بھیج دیا گیا۔ ایک ٹیم ڈاکٹرز کالونی روانہ کی گئی، جس میں سید حامد اللہ کی امارت میں نقباء کو بھیجا گیا۔ الحمدللہ، رفقاء نے ڈور ٹو ڈور دعوتی کام کیا اور اپنا لٹریچر بھی پہنچایا۔ ساتھ ساتھ تنظیم کی دعوت بھی پیش کی گئی۔ 1 بجے کے قریب رفقاء کی واپسی ہوئی تو انہوں نے نماز ظہر ادا کی۔ بعدازاں شکیل احمد نے ایک حدیث مبارکہ کی مختصر تشریح بیان کی۔ نماز کی ادائی کے بعد رفقاء نے کھانا کھایا اور کچھ دیر آرام کے بعد سوا چار بجے دوبارہ جمع ہو گئے۔ ناظم دعوت شکیل احمد نے انفرادی دعوت کے نظام پر مذاکرہ کرایا۔ انہوں نے کہا کہ ہر رفیق کو داعی بننے کی ضرورت ہے۔ رفیق کو چاہیے افراد کو ہدف بنا کر اُن تک دعوت پہنچائے۔ سالانہ اجتماع کے موقع پر امیر محترم نے رفقاء کی ذمہ داری لگائی تھی کہ ہر رفیق کم ازکم 2 احباب کو ٹارگٹ کر کے دعوت کے مراحل سے گزارے۔ مگر افسوس ہے کہ آج ہم اس فطری طریقہ دعوت کو جس کی بنیاد الاقرب فالاقرب پر ہے تنظیم میں زیادہ سے زیادہ رواج دینے کی طرف توجہ نہیں دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ لوگ اب اپنی اپنی تنظیم میں جا کر اس پر کام شروع کریں۔ بعدازاں نماز عصر ادا کی گئی۔ نماز کے بعد فرقان اقبال نے درس حدیث دیا۔ اس کے بعد رفقاء نے باہر نہر پر کیمپ لگایا۔ جس میں ساؤنڈ سسٹم اور ملٹی میڈیا کے ذریعہ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے مختلف موضوعات پر بیانات کے کلپس دکھائے گئے۔ جنہیں رفقاء واحباب اور لوگوں کی کثیر تعداد نے دیکھا۔ اس دوران آنے جانے والے لوگوں کو تنظیم کا لٹریچر بھی فراہم کیا گیا۔ ناظم دعوت نے اردگرد کے علاقے سے اس پروگرام کی رپورٹ بھی حاصل کی۔ یہ کیمپ عشاء کی نماز تک جاری رہا۔ عشاء کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔

اس پروگرام میں مجموعی طور پر 20 رفقاء نے شرکت کی اور تقریباً 350 لوگوں تک تنظیم کا لٹریچر پہنچایا گیا۔ مزید براں کچھ ڈاکٹرز حضرات سے خصوصی ملاقات کر کے اُن تک بھی تنظیم کا پیغام پہنچایا گیا۔ (مرتب: ابومصباح)

ضرورت رشتہ

☆ کراچی میں رہائش پذیر، رفیق تنظیم، عمر 27 سال، تعلیم بی اے اور بی ایس سی، شعبہ تعلیم سے وابستہ، کے لئے دینی مزاج کی حامل خوبصورت وخوب سیرت لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 03212097387

☆ کراچی میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 28 سال تعلیم ایف اے، ایک سالہ قرآن فہمی کورس، دینی مزاج کی حامل، خوبصورت وخوب سیرت کے لئے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 03322963130

☆ سید اردو سپیکنگ فیملی کو اپنی دیندار بیٹی، عمر 24 سال، کمپیوٹر انجینئر کے لئے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0321-2188382

دعائے مغفرت کی اپیل

- تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی کے منفرد اسرہ ساہیوال کے ملتزم رفیق میاں عمر فاروق کی والدہ وفات پا گئیں
- مقامی تنظیم پتوکی کے رفیق مشتاق احمد کے والد اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے
- سیالکوٹ کے ملتزم رفیق تنظیم محمد عادل قریشی کے والد انتقال کر گئے
- منفرد اسرہ نارووال کے رفیق محمد طارق سندھو کے چچا جان وفات پا گئے
- تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب جنوبی کے مبتدی رفیق مراد کریم عباسی گزشتہ دنوں انتقال کر گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

قارئین اور رفقائے تنظیم اسلامی سے بھی دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

MY NAME IS AAFIA

I lay in a battered heap on the floor, head throbbing furiously and eyes aching from constant crying. Tears just kept oozing out of my tightly shut eyelids. All I could think of was one ayah from the Qur'an which zoomed in my head over and over again, Maryam ﷺ calling out to her Cherisher, "Ah! Would that I had died before this! Would that I had been a thing forgotten and out of sight."

O my God! I sobbed, am I going to live the rest of my life with these revolting memories? I pushed myself up to a sitting position, all the energy drained from my body. My mouth flew open, gasping for breath as each new imagery in my brain choked and strangled me. My eyes began to swim again and fresh weeping ensued. I would never be the same girl again. A part of me had died when they had approached me with their devilish grins and foul breaths. Every hair on my body had stood up in horrific disbelief and a shudder had run down my spine. I let out a piercing scream which rose to an eerie pitch and rebounded off the cold walls of the prison corridors. I kicked and slapped, bit and scratched, shrieking hysterically all the time. But " Thenceforth were your hearts hardened: they became like a rock and even worse in hardness..."

I could not sleep after that. I lay like a lifeless soul, my once bright eyes vacant and hollow, melancholy eating at my heart. Pleasure had been sucked out of my life but "Is Allah not enough for His slave?" I recited softly. Thank God I had the presence of mind to have read the Prophetic dua "O Allah! compensate for me my loss and give me something infinitely better". I thought of my beloved family back home, aching to hold my children close to my heart. Humming softly:

Pyaari Maa Mujh Ko Teri Dua Chahiye
Tere Anchal Ki Thandi Hawaa Chahiye
Mujh Ko Iss Ke Siwa Aur Kya Chahiye

I dissolved into tears again.

The next day, I refused to eat anything they brought for me. The guard on duty twisted my arm to compel me to eat. I spat at his face. In retaliation, he unleashed a volley of kicks and slammed me against the wall. Brute! I shrieked, is that how you treat women? He only snickered and left the room, leaving me to woefully nurse my bruised body and calm my jittery nerves. Even though I was wallowing in the deepest recesses of depression, I kept reminding myself that "none despair of the Mercy of their Lord except such as go astray".

They haven't been able to erase the Majestic, Sublime Quran from my mind and soul. It is etched forever on my heart and stamped upon my brain. I stand in midnight prayer on the bare floor of my cage, reciting the Words of my Lord from memory. If Heaven was ever tasted, it's got to be this: the sublime ayaat of the Book of the Lord of the worlds. Verse after verse seems to be addressing me directly. "Those who celebrate the praises of their Lord, standing, sitting and reclining on their sides and contemplate the (wonders of) creation in the heavens and the earth. "Our Lord! Not for naught have you created (all) this. Glory to Thee! Give us salvation from the torment of fire. Our Lord! Any Whom Thou dost admit to the Fire, truly Thou cover with shame and never will wrong-doers find any helpers. Our Lord! We have heard the call of one calling to Faith: "believe ye in the Lord" and we have believed. Our Lord! Forgive us our sins, blot out from us our iniquities and take us to Thyself our souls in the company of the righteous". Halfway through the recital, I break down. I continue with the Qir`at through my sobbing. I recalled that the Prophet ? read the Scripture and wept profusely in the pre-dawn prayer and a sound like that of boiling water in a pan came out from his blessed chest.

The metal door is slammed open. Five hefty men enter the room and begin their daily ritual of interrogating me mercilessly. I try to rationalize with them in a composed manner. “Look,” I begin in my American accent, “I'm a trained neuro-scientist from MIT, a mother of three children. There has been a terrible misunderstanding. I have no connection with any terrorist group. Please, in the name of the Lord of Jesus, let me go back to my children. What do you possibly fear from a frail, 5 ft 3 woman? Can I topple an empire the size of the United States of America.?” But no amount of pleading or argumentation could move them. “O people of the Book!” I sighed, “Do you disapprove of us for no other reason that we believe in God and the Revelation that has come to us...?”

The beatings have started to become worse than ever. Each new day they devise yet another ingenious way of torturing me. These sadists love to hear me wailing. On a nightly basis, my anguished cries threaten to tear down the dark hallways. One night, the torment was particularly excruciating. Just as Hadhrat Aasiya ﷺ had done before me, I moaned the Quranic dua, “O Lord! Build for me, in nearness to Thee, a house in the Garden and save me from Pharaoh and his doings and save me from those who do wrong”. In that instance, I saw a vision of a heavenly mansion, the like of which nobody has ever seen, the splendor of which made me gasp with pure pleasure. It lasted only a fraction of a second but it made me forget in that one brief moment, all the agony I had ever known. Allah u Akbar!

The deliberate, systematic and wanton infliction of physical and mental suffering in an attempt to force me to yield information of any sort or to make a confession of crimes I did not commit continue. I am languishing away in solitary confinement, my life ebbing away. One day, I got a chance to look at myself in a mirror belonging to an officer. I was horrified to see my reflection, a haggard old woman at 39 with sunken eyes, straggly, unkempt hair and protruding cheekbones on a pale face. My youth and my pristine beauty had been thrown to the dogs and the world couldn't care less. Morosely, I looked back at the time when I was a budding, pretty sophomore, expanding my mind in all degrees and delivering passionate, soul-searching speeches at the MSA. “No doubt, for those who say, “Our Lord is Allah”, and further stand steadfast upon it, the angels descend on them (saying), “Do not fear, nor grieve but receive glad tidings of the Garden, which you were promised”. I console myself.

After a long day of unimaginable harassment, I fell into a fitful sleep. In my dream, I saw the Prophet ? sitting in a bedazzling Light. Out of extreme reverence for him, I am unable to lift my eyes to look at his blessed face but the unspeakable Glory that shrouds him touches me in the surreal dimension. He praised and comforted me and made dua for me. When I woke up, any remnant of pain in my deteriorating and emaciated body had left. Every night after that, I am visited by the Best of Creation ? , the Beloved of Allah.

Some days, I imagine what it would be like to lay my head in my mother’s lap and move on to the world where now “no person knows what delights of the eye are kept hidden (in reserve) for them --- as a reward for their deeds”. On other days I have an intense yearning to be with my children, to hold onto them and never let them go. Do you mothers outside this hell-hole realize how heavenly it is to be able to look at your sons’ and daughters’ lovely faces, to be able to wake up with them in the cozy haven of your home, to hear them chirping as you make a meal in your very own kitchen. Oh! The bliss of looking at a bird, a waterfall, a mountain, the joy of living a free, protected life with your honor intact, the ecstasy of being with your family every day of your life. Ah! The delights that have been denied me! Does the Muslim world know I perish in a foreign land, my pure body invaded and disgraced by filthy pigs while they amuse themselves to death, drowning in a sea of entertainment?

My sister tells me there are more pictures of models and actresses on the streets of my homeland than there ever will be of me in the

papers. I can't seem to make up my mind as to whose pain and loss is greater, mine or my mother's? But does not the Quran promise, "Salutations to you because of your patience, how excellent is the home of the hereafter!" And does not Allah assure the believers, "And their Lord has accepted of them and answered them", Never will I allow to be lost the work of any of you, be he male or female; you are members one of another; so those who have left their homes, or been driven out therefrom, or suffered harm in My Cause, or fought or been slain; I will most certainly blot out from them their iniquities and I will most definitely admit them into gardens underneath which rivers flow, a Reward from the Presence of Allah and with Him is the Best of Rewards."